ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 19

جمعۃ المبارک 30/مارچ 2012ء

07/جمادی الاوّل 1433 ہجری قمری ❁ 30/امان 1391 ہجری شمسی

شمارہ 13

امام مہدی کی علامات

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہدی کا مجھ سے قریبی تعلق ہوگا۔اس کی پیشانی روشن اور ناک بلند ہوگی (یعنی کشادہ پیشانی اور کھڑی ناک والا ہوگا) وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھردے گا جس طرح کہ وہ پہلے ظلم وتعدی سے اٹی پڑی تھی۔

(سنن ابی داؤد کتاب المہدی)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔

وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک اُن میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔

’’اگر کوئی عمداً ان شرائط کی خلاف ورزی کرے جو اشتہار 12/جنوری 1889ء میں مندرج ہیں اور اپنی بے باکانہ حرکات سے باز نہ آوے تو وہ اس سلسلہ سے خارج شمار کیا جاوے گا۔ یہ سلسلۂ بیعت محض بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے۔اور اُن کا اتفاق اسلام کے لئے برکت وعظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ ببرکت کلمہ وحدہ پر متفق ہونے کے اسلام کی پاک ومقدس خدمات میں جلد کام آسکیں اور ایک کاہل اور بخیل و بے مصرف مسلمان نہ ہوں اور نہ اُن نالائق لوگوں کی طرح جنہوں نے اپنے تفرقہ و نا اتفاقی کی وجہ سے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے اور اس کے خوبصورت چہرہ کو اپنی فاسقانہ حالتوں سے داغ لگا دیا ہے اور نہ ایسے غافل درویشوں اور گوشہ گزینوں کی طرح جن کو اسلامی ضرورتوں کی کچھ بھی خبر نہیں اور اپنے بھائیوں کی ہمدردی سے کچھ غرض نہیں اور بنی نوع کی بھلائی کے لئے کچھ جوش نہیں۔ بلکہ وہ ایسے قوم کے ہمدرد ہوں کہ غریبوں کی پناہ ہو جائیں۔یتیموں کے لئے بطور باپوں کے بن جائیں اور اسلامی کاموں کے انجام دینے کے لئے عاشقِ زار کی طرح فدا ہونے کو طیّار ہوں اور تمام تر کوشش اس بات کے لئے کریں کہ ان کی عام برکات دنیا میں پھیلیں اور محبت الٰہی اور ہمدردی بندگان خدا کا پاک چشمہ ہر یک دل سے نکل کر اور ایک جگہ اکٹھا ہو کر ایک دریا کی صورت میں بہتا ہوا نظر آوے۔خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ محض اپنے فضل اور کرامت خاص سے اس عاجز کی دعاؤں اور اس ناچیز کی توجہ کو ان کی پاک استعدادوں کے ظہور و بروز کا وسیلہ ٹھہراوے۔اور اُس قدّوس جلیل الذات نے مجھے جوش بخشا ہے تا مَیں ان طالبوں کی تربیت باطنی میں مصروف ہو جاؤں اور اُن کی آلودگی کے ازالہ کے لئے رات دن کوشش کرتا رہوں اور اُن کے لئے وہ نور مانگوں جس سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہو جاتا ہے اور بالطبع خدا تعالیٰ کی راہوں سے محبت کرنے لگتا ہے اور اُن کے لئے وہ روح قدس طلب کروں جو ربوبیت تامہ اور عبودیت خالصہ کے جوڑ سے پیدا ہوتی ہے اور روح خبیث کی تکفیر سے اُن کی نجات چاہوں کہ جو نفس امّارہ اور شیطان کے تعلق شدید سے جنم لیتی ہے۔سو میں بتوفیقہٖ تعالیٰ کاہل اور سُست نہیں رہوں گا اور اپنے دوستوں کی اصلاح طلبی سے جنہوں نے اس سلسلہ میں داخل ہونا بصدق قدم اختیار کر لیا ہے غافل نہیں ہوں گا۔ بلکہ اُن کی زندگی کے لئے موت تک دریغ نہیں کروں گا اور اُن کے لئے خدائے تعالیٰ سے وہ روحانی طاقت چاہوں گا جس کا اثر برقی مادہ کی طرح اُن کے تمام وجود میں دوڑ جائے۔اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اُن کے لئے کہ جو داخل سلسلہ ہو کر صبر سے منتظر رہیں گے ایسا ہی ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلاوے۔سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشگوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزار ہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ اُن کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اُونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کے چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے۔وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک اُن میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔اس ربّ جلیل نے یہی چاہا ہے۔وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ہر یک طاقت اور قدرت اُسی کو ہے۔فَالْحَمْدُ لَهٗ اَوَّلًا وَّ اٰخِرًا وَّظَاهِرًا وَّبَاطِنًا اَسْلَمْنَا لَهٗ ھُوَ مَوْلَانَا فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِيْر۔

خاکسار ۔غلام احمد۔لودھیانہ۔

محلّہ جدید متصل مکان اخی مکرمی منشی حاجی احمد جان صاحب مرحوم ومغفور۔ 4/مارچ 1889ء‘‘۔

(ازالۂ اوہام،روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 563-560)

جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض وغایت

(تحریر فرمودہ: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ)

(پانچویں اور آخری قسط)

جنت ودوزخ کی حقیقت

جنت ودوزخ کی حقیقت کے متعلق مذاہب میں بڑا اختلاف ہے اور مسلمانوں نے بھی جنت و دوزخ کا ایک عجیب وغریب نقشہ بنا رکھا ہے جو قرآن شریف اور حدیث کے مفہوم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ عام مسلمانوں میں جو تصور جنت ودوزخ کا پایا جاتا ہے وہ موٹے طور پر یہ ہے کہ انسان اس دنیا میں اچھے یا برے اعمال بجالاتا ہے جن کے نتیجہ میں موت کے بعد اسے انعام یا سزا کی صورت میں اجر ملے گا۔ انعام اس صورت میں ہوگا کہ انسان کو علیٰ قدر مراتب بڑے بڑے خوبصورت اور شاداب باغوں میں رکھا جائے گا جن میں پانی اور دودھ کی نہریں بہتی ہوں گی اور طرح طرح کے شیریں پھل ہوں گے اور انسان کی خدمت کے لئے مستعد نوجوان لڑکے اور چست و چاق نوجوان لڑکیاں مقرر ہوں گی اور جنت میں کوئی پہلو غم اور تکلیف کا نہیں ہوگا اور انسان کو ایک ابدی اور دائمی خوشی کی زندگی نصیب ہوگی وغیرہ وغیرہ۔ اس کے مقابل پر دوزخ کی سزا اس صورت میں ہوگی کہ موت کے بعد گندے لوگوں کو ایک ایسی جگہ میں رکھا جائے گا جس کے اندر اور جس کے چاروں طرف خطرناک آگ کے شعلے بلند ہوں گے جس کا ایندھن پتھروں اور گندھک کی قسم کے آتشیں مادوں سے تیار کیا جائے گا اور طرح طرح کے زہریلے اور موذی جانور انسان پر حملہ کر کے اسے کاٹیں گے اور کھانے پینے کے لئے اسے کڑوی اور تکلیف دہ چیزیں دی جائیں گی اور اسی حالت میں اچھے لوگ جنت میں اور خراب لوگ دوزخ میں ہمیشہ کے لئے زندگی گزاریں گے۔

یہ وہ نقشہ ہے جو مسلمانوں کے دلوں میں جنت و دوزخ کے متعلق جگہ پائے ہوئے تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے علم پا کر بتایا کہ بے شک قرآن وحدیث میں بظاہر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جو فی الجملہ اس نقشہ کے مؤید ہیں لیکن یہ نقشہ جنت ودوزخ کی اصلی تصویر نہیں ہے بلکہ یہ الفاظ صرف بطور استعارہ استعمال کئے گئے ہیں جن کے پیچھے ایک اور حقیقت مخفی ہے۔ اسی لئے جہاں ایک طرف قرآن شریف نے جنت ودوزخ کی تمثیل میں اس قسم کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہاں قرآن شریف تاکید اور صراحت کے ساتھ یہ بھی فرماتا ہے کہ **لَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ** (السجدہ:18) ''یعنی کوئی انسان نہیں جانتا کہ اگلے جہان میں نیک لوگوں کے لئے کیا کچھ آنکھ کی ٹھنڈک کا سامان مخفی رکھا گیا ہے۔'' اور حدیث میں آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ **لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ** (ابن ماجہ ابواب الزھد باب صفة الجنة) ''یعنی جنت کی نعمتیں وہ ہیں کہ نہ انہیں کبھی کسی انسان کی آنکھ نے دیکھا نہ کسی انسان کے کانوں نے ان کا حال سنا اور نہ کبھی کسی انسان کے دل میں ان کا تصور گذرا۔'' اس سے ظاہر ہے کہ جو نقشہ قرآن شریف اور حدیث میں آخرت کی زندگی کا بتایا گیا ہے وہ ایک محض تمثیلی نقشہ ہے اور بیان کردہ الفاظ کو ظاہر پر محمول کرنا درست نہیں۔ کیونکہ اگر یہ درست ہے کہ جنت میں یہی ظاہری نہریں اور یہی ظاہری پھل ہوں گے تو پھر یہ بیان غلط قرار پاتا ہے کہ جنت کی نعمتوں کو نہ کبھی کسی نے دیکھا نہ سنا اور نہ کبھی کسی کے دل میں ان کا تصور آیا۔ پس حضرت مسیح موعودؑ نے بڑی سختی کے ساتھ جنت ودوزخ کے معروف اور مشہور نقشے کو رد فرمایا اور فرمایا کہ چونکہ جنت و دوزخ کی چیزیں ایسی ہیں کہ اس دنیا میں انسان ان کا تصور تک دل میں نہیں لاسکتا اس لئے خدا نے انسانی ادراک کے مطابق ایک محض تمثیلی نقشہ بیان کر دیا ہے مگر اصل حقیقت اور ہے جو اس تمثیل کے پیچھے مخفی ہے ان حالات میں یہ ہرگز درست نہیں ہوگا کہ قرآن وحدیث کے بعض الفاظ کے ظاہری معنے لے کر جنت ودوزخ کا تصور قائم کیا جاوے۔

مگر حضرت مسیح موعودؑ نے صرف اس قدر مجمل بیان پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ قرآن شریف کی دوسری آیات سے استدلال پکڑ کر اگلے جہان کی زندگی کا ایک ایسا نقشہ پیش فرمایا کہ جس سے علم کا ایک بالکل ہی نیا دروازہ کھل گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف کی متعدد آیات سے معلوم ہوا ہے کہ آخرت کی زندگی دنیا کی زندگی کا ہی ایک تسلسل ہے اور کوئی آزاد اور جداگانہ زندگی نہیں ہے۔ یعنی ایسا نہیں کہ انسان اس دنیا میں اچھے یا برے عمل کرے اور پھر مرنے کے بعد اچانک پردہ اٹھ کر اس کے لئے ایک نئے نظارہ اور نئے ماحول کا آغاز شروع ہو جاوے۔ بلکہ اسلام نے آخرت کی زندگی کو اسی دنیوی زندگی کا پَرتَو اور نتیجہ قرار دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو اچھا یا برا عمل انسان اس زندگی میں کرتا ہے وہ اس کے ساتھ ایک نہایت مخفی در مخفی رنگ میں بطور سایہ کے پیوست کر دیا جاتا ہے اور پھر مرنے کے بعد یہ مخفی سایہ آہستہ آہستہ ایک نظر آنے والی حقیقت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ گویا انسان کا ہر عمل ایک مخفی بیج ہے اور آخرت کا انعام یا سزا اس بیج سے پیدا شدہ درخت ہے جو آخرت میں کھلے طور پر ظاہر ہو کر نظر آنے لگے گا۔ اس تشریح کے ماتحت حضرت مسیح موعود نے بیان فرمایا کہ یہ جو مثلاً جنت میں پھلوں کا ذکر آتا ہے یہ کوئی نئے پھل نہیں ہیں جو اگلے جہان میں آزادانہ طور پر پیدا ہوں گے بلکہ یہ انہی اعمال کا ثمرہ یا مجسمہ ہیں جو ایک انسان اس دنیا میں بجالاتا ہے مثلاً ایک انسان خدا کی رضا کی خاطر نماز پڑھتا ہے اور اسے اس عبادت میں ایک خاص قسم کی روحانی لذت محسوس ہوتی ہے تو اب آخرت کی زندگی میں یہی روحانی لذت اس کے لئے جسمانی اور ظاہری صورت اختیار کر کے ایک پھل کی شکل میں اس کے سامنے آجائے گی جسے کھا کر وہ اسی قسم کی ظاہری لذت پائے گا جو وہ دنیا میں نماز ادا کر کے روحانی رنگ میں پاتا تھا مگر درجہ اور کیفیت میں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر۔ اسی طرح جو روحانی لذت ایک مومن روزہ میں پاتا ہے وہ آخرت میں ایک دوسری قسم کے پھل کی صورت اختیار کر کے اسے جسمانی رنگ میں حاصل ہوگی وعلیٰ ہذا القیاس اس فلسفہ کی تہ میں نکتہ یہ ہے کہ اس دنیا کی روح آخرت کا جسم ہے یعنی جو روح اس دنیا میں انسان کو ملتی ہے وہ آخرت میں جا کر اس کے لئے جسم بن جائے گی اور اس جسم کے اندر سے ایک اور لطیف جو ہر ترقی پا کر اس روحانی جسم کے لئے روح بن جائے گا اس طرح اس دنیا کی روحانی لذتیں آخرت میں جسمانی لذتوں کی صورت اختیار کرلیں گی۔

بہرحال حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کی آیات سے ثابت کیا کہ جنت ودوزخ کے انعام یا سزائیں کوئی جداگانہ چیزیں نہیں بلکہ دنیا کی زندگی ہی کے اچھے یا برے اعمال کا پَرتَو ہیں جو آخرت میں مجسم صورت اختیار کر کے ظاہر ہوگا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی اس لطیف تشریح نے جو قرآنی آیات پر مبنی تھی نہ صرف اسلام کے مقدس چہرہ پر سے اس گندے اعتراض کو دور کر دیا کہ اسلام ایک جسمانی لذات والی جنت پیش کرتا ہے بلکہ اخروی زندگی کا نقشہ ہی بدل دیا اور اس کی جگہ ایک نہایت لطیف اور پاکیزہ نقشہ جو اپنے اندر ایک بالکل طبعی کیفیت رکھتا ہے دنیا کے سامنے آگیا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''اس دن (یعنی آخرت میں) ہمارے اعمال اور اعمال کے نتائج جسمانی طور پر ظاہر ہوں گے اور جو کچھ ہم اس عالم سے مخفی طور پر ساتھ لے جائیں گے وہ سب اس دن ہمارے چہرہ پر نمودار نظر آئے گا۔............ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ** (السجدہ:18) یعنی کوئی نفس نیکی کرنے والا نہیں جانتا کہ وہ کیا کیا نعمتیں ہیں جو اس کے لئے مخفی ہیں۔ سو خدا تعالیٰ نے ان تمام نعمتوں کو مخفی قرار دیا جن کا دنیا کی نعمتوں میں نمونہ نہیں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں ہم پر مخفی نہیں ہیں اور دودھ اور انار اور انگور وغیرہ کو ہم جانتے ہیں اور ہمیشہ یہ چیزیں کھاتے ہیں۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ وہ چیزیں اور ہیں اور ان کو ان چیزوں سے صرف نام کا اشتراک ہے۔ پس جس نے بہشت کو دنیا کی چیزوں کا مجموعہ سمجھا اس نے قرآن شریف کا ایک حرف بھی نہیں سمجھا۔ اس آیت کی شرح میں جو ابھی میں نے ذکر کی ہے ہمارے سید ومولا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہشت اور اس کی نعمتیں وہ چیزیں ہیں جو نہ کبھی کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ دلوں میں کبھی گذریں حالانکہ ہم دنیا کی نعمتوں کو آنکھوں سے بھی دیکھتے ہیں اور کانوں سے بھی سنتے ہیں اور دل میں بھی وہ نعمتیں گزرتی ہیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 397-398۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

''قاعدہ کلی کے طور پر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ موت کے بعد جو حالتیں پیش آنی ہیں قرآن شریف نے انہیں تین قسم پر منقسم کیا ہے اور عالم معاد کے متعلق یہ تین قرآنی معارف ہیں جن کو ہم جدا جدا اس جگہ ذکر کرتے ہیں:۔

اوّل یہ دقیقہ معرفت ہے کہ قرآن شریف بار بار یہی فرماتا ہے کہ عالم آخرت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس کے تمام نظارے اسی دنیوی زندگی کے اظلال و آثار ہیں جیسا کہ فرماتا ہے **وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنَاهُ طَائِرَهُ فِيْ عُنُقِهِ وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كِتَابًا يَّلْقَاهُ مَنْشُوْرًا** (بنی اسرائیل:14) یعنی ہم نے اس دنیا میں ہر ایک شخص کے اعمال کا اثر اس کی گردن سے باندھ رکھا ہے اور انہی پوشیدہ اثروں کو ہم قیامت کے دن ظاہر کر دیں گے اور ایک کھلے کھلے اعمال نامہ کی شکل پر دکھا دیں گے............۔

دوسرا دقیقہ معرفت جس کو عالم معاد کے متعلق قرآن شریف نے ذکر فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ عالم معاد میں وہ تمام امور جو دنیا میں روحانی تھے جسمانی طور پر متمثل ہوں گے............ اس بارے میں جو کچھ خدائے تعالیٰ نے فرمایا اس میں سے ایک آیت یہ ہے **وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا** (بنی اسرائیل:73) یعنی جو شخص اس جہان میں اندھا ہوگا وہ دوسرے جہان میں بھی اندھا ہوگا۔ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ اس جہان کی روحانی نابینائی اس جہان میں جسمانی طور پر مشہود اور محسوس ہوگی............۔

تیسرا دقیقہ معرفت کا یہ ہے کہ عالم معاد میں ترقیات غیر متناہی ہوں گی............ تنزل کبھی نہیں ہوگا اور نہ کبھی بہشت سے نکالے جائیں گے بلکہ ہر روز آگے بڑھیں گے............۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن شریف کی رو سے دوزخ اور بہشت دونوں اصل میں انسان کی زندگی کے اظلال اور آثار ہیں۔ کوئی ایسی نئی جسمانی چیز نہیں ہے کہ جو دوسری جگہ سے آوے۔ یہ سچ ہے کہ وہ دونوں جسمانی طور سے متمثل ہوں گے مگر وہ اصل روحانی حالتوں کے اظلال و آثار ہوں گے۔ ہم لوگ ایسی بہشت کے قائل نہیں کہ صرف جسمانی طور پر ایک زمین پر درخت لگائے گئے ہوں اور نہ ایسی دوزخ کے ہم قائل ہیں جس میں درحقیقت گندھک کے پتھر ہیں بلکہ اسلامی عقیدہ کے موافق بہشت و دوزخ انہی اعمال کے انعکاسات ہیں جو دنیا میں انسان کرتا ہے۔''

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 170۔ حاشیہ۔ سلسلہ احمدیہ حصہ اول صفحہ 256۔ اشاعت 2008ء قادیان)

اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے یہ تعلیم دی کہ گو جنت کا انعام دائمی ہے اور کبھی ختم نہیں ہوگا مگر دوزخ کا عذاب دائمی نہیں ہے بلکہ ایک لمبے زمانہ کے بعد ختم ہو جائے گا کیونکہ اسلامی تشریح کے مطابق دوزخ صرف ایک عذاب خانہ ہی نہیں بلکہ ایک رنگ کا ہسپتال بھی ہے جس میں ہر روحانی مریض اپنی مرض کی شدت کے مطابق وقت گزار کر بالآخر خدا کی رحمت سے حصہ پائے گا اور دوزخی لوگ آہستہ آہستہ دوزخ کو خالی کر کے جنت کی طرف منتقل ہوتے جائیں گے۔ فرماتے ہیں:۔

''قرآن شریف میں خدا فرماتا ہے **اِلَّا مَاشَاءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ** (ھود:108) یعنی دوزخی لوگ دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے لیکن نہ وہ ہمیشگی جو خدا کو ہے بلکہ دور دراز مدت کے لحاظ سے۔ پھر خدا کی رحمت دستگیر ہوگی کیونکہ وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اور اس آیت کی تشریح میں ہمارے سید و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث بھی ہے اور وہ یہ ہے يَاْتِيْ عَلٰى جَهَنَّمَ زَمَانٌ لَيْسَ فِيْهَا اَحَدٌ وَنَسِيْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَهَا یعنی جہنم پر ایک وہ زمانہ آئے گا کہ اس میں کوئی بھی نہ ہوگا اور نسیم صبا اس کے کواڑوں کو ہلائے گی۔''

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 170)

اسلامی فرقوں کے باہمی اختلافات

موجود الوقت مسلمانوں میں بہت سے فرقے پائے جاتے ہیں جن کی تعداد ایک حدیث نبوی کی رو سے بہتّر (72) تک پہنچتی ہے مگر موٹے طور پر دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے اندرونی فرقوں کی تقسیم اس طرح پر ہے کہ ایک بڑا فرقہ اہل سنت والجماعت کا ہے اور دوسرا فرقہ شیعہ اصحاب کا ہے۔ پھر اہل سنت میں یہ تقسیم ہے کہ ایک فرقہ اہل فقہ یعنی مقلدین کا ہے اور دوسرا اہل حدیث کا ہے اور تیسرا اہل تصوف یعنی اہل طریقت کا ہے۔ اس طرح موٹے طور پر یہ چار فرقے بنتے ہیں یعنی اہل فقہ۔ اہل حدیث۔ اہل تصوف اور شیعہ۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر189

خاندانِ صلاحات (1)

گزشتہ سات قسطوں میں عہدِ خلافتِ خامسہ میں عربی زبانی میں مختلف کتب اور تراجم کی اشاعت کے کام کا ذکر کرنے کے بعد اب ہم دوبارہ عرب نومبایعین کے احمدیت کی طرف سفر کی ایمان افروز واقعات پر مبنی داستانوں کی طرف لوٹتے ہیں، اور ابتدا فلسطین کے ایک مخلص خاندان کے بعض افراد کی بیعت کے واقعات سے کرتے ہیں۔

مکرم محمد صلاحات صاحب

مکرم محمد صلاحات صاحب فلسطینی شہر نابلس کے قریب ایک گاؤں میں 15 رجنوری 1983ء کو پیدا ہوئے۔ انہیں اپریل 2007ء میں اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ 2008ء میں ان کی شادی مکرم نصیر خان صاحب آف ابوظبی کی صاحبزادی (جو انگلستان کی رہائشی ہیں) سے ہوئی اور یوں جون 2008ء سے محمد صلاحات صاحب اپنی اہلیہ کے ساتھ یہاں لندن میں مقیم ہیں۔ یہاں انہیں اکثر اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر اور سَبِيْلُ الهُدی اور ایم ٹی اے 3 العربیہ کے دیگر پروگراموں میں خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

بیعت کا واقعہ

مکرم محمد صلاحات صاحب فلسطین میں اپنے بچپن کے ایک دوست مکرم محمد رضا علاونہ صاحب کے ساتھ ٹاؤن کمیٹی میں ملازمت کرتے تھے۔ مکرم محمد رضا علاونہ صاحب کا جماعت سے تعارف خضوری یونیورسٹی میں مکرم ہانی طاہر صاحب کے ذریعہ ہوا اور کئی امور پر بحث و مباحثہ کے بعد انہوں نے 15 رستمبر 2003ء کو بیعت کر لی۔ پھر انہیں کبابیر جا کر احمدی احباب سے ملاقات کا بھی موقعہ ملا۔ گو مکرم محمد علاونہ صاحب محمد صلاحات کے بچپن کے دوست تھے اور ایک ہی جگہ پر ملازمت کرتے تھے پھر بھی انہوں نے 2007ء تک محمد صلاحات صاحب کے ساتھ احمدیت کے بارہ میں کوئی بات نہ کی۔

ایک دن محمد صلاحات صاحب علاونہ صاحب کو ملنے گئے تو وہ کمپیوٹر پر کچھ دیکھ رہے تھے اور اچانک محمد صلاحات صاحب کو اپنے سامنے پا کر کمپیوٹر بند کر دیا۔ یہ بات محمد صلاحات صاحب کو بہت عجیب لگی کیونکہ انہیں امید نہ تھی کہ محمد علاونہ صاحب ان سے اس طرح کوئی چیز چھپائیں گے۔ ان کے اصرار پر محمد علاونہ صاحب نے انہیں بتایا کہ وہ حیفا گئے تھے جہاں انہوں نے اپنے بعض دوستوں کے ساتھ تصاویر بنوائی تھیں اور کمپیوٹر پر یہی تصاویر دیکھ رہے تھے۔ محمد صلاحات صاحب نے کہا کہ دوستوں کی ان تصاویر میں تو بظاہر کوئی چھپانے والی بات نظر نہیں آتی۔ قصہ مختصر یہ کہ جب سوال و جواب کے دوران محمد رضا علاونہ صاحب کو یقین ہو گیا کہ محمد صلاحات صاحب ان کی بات سننے کے لئے تیار ہیں اور احمدیت کا نام سن کر فوراً ان کو چھوڑ کر چلے نہیں جائیں گے تو انہوں نے کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ تمہارا عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے اپنے مروّجہ خیال کے بارہ میں بتایا تو محمد علاونہ نے کہا: اگر کوئی کہے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں تو آپ کا اس بارہ میں کیا تبصرہ ہوگا؟ محمد صلاحات صاحب نے کہا کہ اس کے لئے اسے دلیل سے بات کرنی چاہئے۔ اگر دلیل کی بنا پر یہ بات ثابت ہوتی ہے تو اسے قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

یوں محمد علاونہ صاحب کو یقین ہو گیا کہ ان کا دوست حق کا متلاشی ہے اور دلیل کے ساتھ بات کرنے اور دلیل کو قبول کرنے پر آمادہ ہے۔ لہٰذا انہوں نے کھل کر محمد صلاحات صاحب کو احمدیت کے بارہ میں بتایا۔ اور دو ماہ کی بحث و تمحیص کے بعد محمد صلاحات صاحب نے بیعت کر لی۔

نورانی چہرہ والا بزرگ

مکرم محمد صلاحات صاحب بیان کرتے ہیں کہ نوّے کی دہائی میں ہم نے ڈش لگوائی اور مختلف ٹی وی چینلز دیکھنے لگے۔ ایک دن چینل بدلتے بدلتے ایک ٹی وی چینل پر ہم رک گئے۔ اس وقت اس پر ایک بزرگ کچھ فرما رہے تھے۔ میری والدہ میرے ہمراہ بیٹھی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ اس شخص کا چہرہ کس قدر نورانی ہے۔ انگریزی زبان سے ناواقفیت کی بنا پر ہمیں ان کی باتوں کی تو کچھ سمجھ نہ آئی تاہم ان کے لباس سے یہی اندازہ لگایا کہ یہ ہندوستانی ہیں اور کسی انڈین مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ جب بیعت کی اور خلفائے احمدیت کی تصاویر دیکھیں تو یاد آ گیا کہ وہ نورانی چہرہ والی شخصیت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی تھی۔ گو ہمیں قبول احمدیت سے قبل زبان نہ آنے کی وجہ سے آپ کے دینی عقیدہ کے بارہ میں تو علم نہیں ہو سکا تھا لیکن آپ کی شخصیت سے ہم متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے تھے اور آپ کا نورانی چہرہ یاد رہا تھا۔

مکرمہ نوال عبداللہ صاحبہ

مکرم محمد صلاحات صاحب نے بیعت کے بعد اپنی والدہ کو تبلیغ کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی۔ ان کی بیعت وغیرہ کا احوال انہی کی زبانی سنتے ہیں۔

مکرمہ نوال عبداللہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ:
میرا تعلق فلسطین کے ایک غریب خاندان سے ہے جو دین کی حقیقت سے بے خبر تھا۔ میرے والدین کبھی کبھار نماز تو پڑھ لیتے تھے لیکن دین اسلام اور اس کی تعلیمات او ر حقیقت سے بہت دُور تھے۔ مجھے نہ تو والدین نے اسلام کے بارہ میں کچھ سکھایا نہ ہی اَن پڑھ ہونے کی وجہ سے مَیں خود کچھ سیکھ سکی۔ تاہم اس بے خبری اور دین سے دُوری کی فضا میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے میرے دل میں دین کی محبت کی شمع روشن رہی۔

تلاوتِ قرآن کریم کی تمنا

مجھے نماز پڑھنے اور تلاوت قرآن کریم کا بہت شوق تھا لیکن اکثر اس بات کا دکھ دامنگیر ہوتا تھا کہ میرے والدین نے مجھے علم کی روشنی سے تو کچھ حصہ نہ دیا کاش کہ وہ مجھے قرآن کریم کی تلاوت ہی سکھا دیتے تو مَیں کلام اللہ تو پڑھ سکتی۔ شاید یہی خواہشات اور تمنائیں میرے لاشعور میں اس قدر راسخ ہو چکی تھیں کہ مَیں اکثر خواب میں دیکھتی تھی کہ مَیں قرآن کریم پڑھ رہی ہوں بلکہ مَیں نے اس کا دَور بھی مکمل کر لیا ہے۔

ایک تسلّی بخش رؤیا

نوجوانی میں ایک رؤیا مجھے بار بار دکھائی دیتا تھا۔ مَیں خواب میں سبز لباس میں ملبوس ایک ولی اللہ کو دیکھتی تھی جو ایک جہاز پر سوار ہواؤں میں اڑتا دکھائی دیتا تھا پھر وہ زمین پر اتر کر میرے پاس آتا تو مَیں اس سے ڈر جاتی۔ لیکن وہ مجھے کہتا کہ آؤ مجھے سلام کرو اور مجھ سے خوف مت کھاؤ اور ہر دفعہ خواب میں مجھے تسلّی اور اطمینان دلاتا تھا۔ اس خواب کی بنا پر مجھے بہت امید تھی کہ اللہ تعالیٰ میری نیک تمنائیں قبول فرمائے گا۔

احمدیت سے تعارف اور بیعت

احمدیت کا پیغام مجھ تک میرے بیٹے محمد صلاحات کے ذریعہ پہنچا۔ خود بیعت کرنے کے بعد وہ مجھے بار بار یہی کہتا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور یہی صحیح اور سچے اسلام کی آئینہ دار جماعت ہے۔ مَیں تو ایک اَن پڑھ عورت ہوں اور دینی تعلیم نہ ہونے کی وجہ سے علمی دلیلوں کا سمجھنا تو میرے بس کی بات نہ تھی۔ تاہم فطری احساس کی بدولت مجھے اپنے بیٹے کی باتیں درست لگنے لگیں اور ایک عجیب اطمینان و سکون میرے دل میں جاگزیں ہوتا گیا۔ شاید بچپن سے لے کر جوانی اور ادھیڑ عمری تک جو میری روح میں ایک پیاس اور قحط کا سماں تھا اس کی تسکین ہونے لگی۔ میں نے اس اطمینان کو خدا تعالیٰ کا فضل سمجھتے ہوئے 2007ء میں بیعت کر لی۔ پھر جوں جوں معلومات بڑھتی گئیں اس جماعت سے محبت میں اضافہ ہوتا گیا اور مَیں اس کی طرف مزید کھنچتی چلی گئی۔ اب یہ حالت ہے کہ ایم ٹی اے میری زندگی بن کے رہ گیا ہے۔ مجھے میرے خوابوں کی تعبیر مل گئی۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے بیعت کی قبولیت کا جواب آیا تو میرا بیٹا خوشی خوشی وہ خط لے کر میرے پاس آیا اور خوشخبری سنائی کہ خلیفۂ وقت نے میری بیعت قبول فرما لی ہے۔ مجھے اس خط میں لکھے الفاظ اور ان میں پنہاں معانی سے تو آشنائی نہ تھی تاہم خلیفہ وقت کی طرف سے آئے ہوئے اس خط کو دیکھتے ہی ایک ایسی ٹھنڈک اور تسلی اور اطمینان نصیب ہوا جس کو الفاظ میں بیان کرنا میرے لئے ممکن نہیں ہے۔

دوسرے فریق کی مسجد

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ میرا ایمان دلی کی تسلی اور خدا کے عطا کردہ اطمینان کا نتیجہ تھا۔ نیک نیتی کے ساتھ یہ قدم اٹھانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے رؤیائے صادقہ کے ذریعہ میری تسلی کا سامان کر دیا۔

مَیں نے بیعت کے بعد رؤیا میں دیکھا کہ لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں اور ہر ایک گروہ اپنی علیحدہ مسجد کی طرف گامزن ہے۔ پہلا فریق مجھے اپنی مسجد کی طرف آنے کے لئے بلاتا ہے لیکن میرا دل نہیں مانتا اور مَیں ان کے ساتھ جانے سے انکار کرتے ہوئے دوسرے فریق کے ساتھ ہو لیتی ہوں اور ان کی مسجد میں جا کر نماز ادا کرتی ہوں۔

اس خواب کے کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے کبابیر جانے کا موقعہ میسر فرمایا اور جب مَیں وہاں مسجد احمدیہ کبابیر میں داخل ہوئی تو حیران رہ گئی کہ یہ تو اسی مسجد کا منظر تھا جو رؤیا میں دکھائے گئے فریق ثانی کی مسجد تھی جس میں رؤیا میں مَیں نے نماز ادا کی تھی۔ اس بات نے مجھے مزید انشراح صدر اور اطمینان عطا کر دیا۔

شعاعِ نور

پھر مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ مَیں ایک ایسے میدان کے وسط میں چل رہی ہوں جس کے دونوں اطراف بے شمار لوگ بھی چلتے جا رہے ہیں۔ میدان کے وسط میں ایک باریش ولی اللہ بلند آواز میں اردگرد چلنے والے لوگوں کو کہتے جاتے ہیں کہ امام مہدی پر ایمان لے آؤ، امام مہدی کو مان لو۔ مَیں یہ سنتے ہی اس کے ساتھ مل یہ جملہ دہرانے لگتی ہوں کہ آ جاؤ امام مہدی کو مان لو۔ لیکن مَیں دیکھتی ہوں کہ لوگ میری بات کو سن کر سر نیچے کئے انکار کرتے جاتے ہیں۔ مَیں اپنی ہمسفر جماعت کے ساتھ چلتی جاتی ہوں یہاں تک کہ ہم بلندی پر ایک سرسبز و شاداب علاقے میں داخل ہوتے ہیں جہاں ایک خیمہ لگا ہوا ہے۔ مَیں اس میں داخل ہوتی ہوں تو وہاں اَور بھی عورتیں موجود ہوتی ہیں جن کے ساتھ مل کر مَیں نماز ادا کرتی ہوں۔ نماز پڑھنے کے بعد جب مَیں خیمہ سے نکل کر اس کی نچلی جانب دیکھتی ہوں تو نور کی ایک ایسی زبردستی شعاع میری آنکھوں کو خیرہ کر جاتی ہے جس کے حسن و جمال اور دلربائی کا بیان ممکن نہیں ہے۔

اس رؤیا نے بھی میرے دل میں اطمینان اور سکینت کا نور بھر دیا۔

خلیفہ کے نقش قدم پر

ازاں بعد مَیں نے خواب میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیکھا کہ آپ کے دست مبارک کی انگلیوں کے درمیان سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔ آپ نے اپنے اسی دست مبارک سے مجھے ایک انگوٹھی عطا فرمائی جو مَیں نے آپ کے سامنے ہی پہن لی۔ اس کے بعد مَیں نے دیکھا کہ حضور انور ایک راستے پر چل پڑے ہیں، مَیں بھی جلدی سے آپ کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیتی ہوں۔ چلتے چلتے راستے میں کچھ لوگ نظر آتے ہیں تو حضور انور مڑ کر مجھے فرماتے ہیں کہ میرے پیچھے ہی چلتی رہنا اور ان لوگوں کی طرف ہرگز نہ جانا۔ چنانچہ مَیں ایسا ہی کرتی ہوں اور چلتی جاتی ہوں یہاں تک کہ جب ہم ان لوگوں سے دور آ جاتے ہیں تو حضور انور نے ایک عورت کو ارشاد فرماتے ہیں کہ منزل مقصود تک پہنچنے تک

وہ میرا ساتھ دے۔ چنانچہ پھر ہم دونوں مل کر باقی فاصلہ طے کر لیتے ہیں۔

ان خوابوں نے ایمان میرے دل میں راسخ کر دیا۔حقیقت یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے راستے پر چلنا شروع کر دیں تو وہ خود ہاتھ پکڑ کر چلاتا ہے اور اپنی طرف آنے کی راہوں کی طرف راہنمائی فرماتا ہے۔

تبدیلی

بیعت کے بعد پیدا ہونے والی تبدیلی کے بارہ میں اتنا کہنا چاہتی ہوں کہ باوجود ادھیڑ عمری کے احمدیت نے مجھے یکسر بدل کے رکھ دیا۔دو تین باتوں کا ذکر بطور خاص کرنا چاہوں گی۔

☆ سب سے بڑی بات یہ کہ مجھے تعلق باللہ کا علم ہی نہ تھا۔لیکن قبول احمدیت کے بعد ایسے لگتا ہے جیسے خدا تعالیٰ نے مختلف رؤیائے صالحہ کے ذریعہ خود بتایا ہے کہ مَیں موجود ہوں اور مجھے اس سے قربت کا احساس ہوتا ہے۔یہ تعلق ایسا ہے کہ جس کی بنا پر نہ صرف کئی برائیوں سے چھٹکارا حاصل ہوا ہے بلکہ میرے اخلاق بھی اچھے ہو گئے ہیں۔

☆ احمدیت سے قبل مَیں عورتوں کے ساتھ مل بیٹھ کر بھانت بھانت کی باتیں کرنے اور لغویات میں مشغول رہنے کی برائی میں مبتلا تھی۔لیکن بیعت کے بعد جب خدا تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوا اور دین کی عظمت کا خیال آیا ہے تو اب مجھے ایسی مجالس محض وقت کا ضیاع دکھائی دیتی ہیں۔لہذا میں نے ان مجالس کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہہ دیا ہے۔

☆ قبل ازیں جہالت اور معاشرتی و اخلاقی کج روی کی فضا کے زیر اثر مَیں بعض اوقات غصہ میں آ کر اپنی ہی اولاد کو بددعائیں دیتی تھی۔مجھے ان بددعاؤں کے معانی سے بھی واقفیت نہ تھی کہ مَیں کیا کہہ رہی ہوں۔اب بیعت کے بعد میری یہ حالت ہے کہ تلافیٔ مافات کے طور پر پنجوقتہ نمازوں اور تہجد میں اپنی اولاد کے لئے رشد و ہدایت کی دعائیں کرتی ہوں۔اب مجھے دعا اور اس کے درست معنے اور اس کی تاثیر کا اندازہ ہوا ہے۔

میرے دو بیٹے اور ایک بہو خدا کے فضل سے احمدی ہو چکے ہیں۔یہی تمنا ہے کہ میری زندگی میں باقی اولاد بھی احمدیت قبول کر لے اور صحیح اسلام اور اس کی تعلیمات اور حقیقت سے متعارف ہو تا کہ انہیں دین و دنیا کی بھلائیاں اور خیرات نصیب ہوں۔آمین۔

اگلی قسط میں ہم اسی خاندان کے بعض اور افراد کے احمدیت کی طرف سفر کا احوال اور ایمان افروز واقعات بیان کرنے کی کوشش کریں گے۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز ربوہ

ریلوے روڈ	اقصیٰ روڈ
6214760	6212515 6215455

پروپرائٹر۔میاں حنیف احمد کامران

Mobile: 0300-7703500

شمالی نائیجیریا میں پہلی سہ روزہ انصاراللہ ورکشاپ کا بابرکت انعقاد

الحاجی ایم۔بی۔اوڈاکویا (Alhaji M.B.Odakoya) صدر مجلس انصاراللہ۔نائیجیریا

الحمدللہ مجلس انصار اللہ نائیجیریا کو شمالی نائیجیریا میں پہلی انصاراللہ ورکشاپ کے انعقاد کی توفیق ملی۔

اس ورکشاپ کا آغاز مؤرخہ 09 دسمبر 2011ء کو صبح دس بجے رجسٹریشن سے ہوا۔مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے نماز جمعہ وعصر پڑھائیں۔شام چار بجے افتتاحی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور قصیدہ سے ہوا۔

اس کے بعد خاکسار الحاجی ایم۔بی۔اوڈاکویا (Alhaji M.B.Odakoya) نے عہد دوہرایا۔اور سب شاملین کو اس ورکشاپ میں خوش آمدید کہا۔

اس ورکشاپ کا پہلا لیکچر مکرم توحید۔او۔شوبویڈے (Mr. Taoheed O. Shoboyede) صاحب نے بعنوان Essence of Bai'at پر دیا جس میں بیعت کی اغراض و مقاصد، اسلام میں بیعت کی اہمیت اور جماعت احمدیہ میں بیعت کے آغاز پر روشنی ڈالی۔

اس کے بعد مکرم امیر صاحب نائیجیریا نے اپنے ریمارکس دیئے اور دعا کروائی۔دعا کے ساتھ اس اجلاس کا اختتام ہوا۔

نماز مغرب و عشاء کے بعد Secret of Acceptance of Prayer کے عنوان پر مکرم برادر فساسی عبد الرافع (Bro Fasasi Abdur Rafi) صاحب نے درس دیا۔جس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔

رات 09:00 بجے مجلس انصار اللہ کے عہدیداران کے رپورٹ کا جائزہ لیا گیا۔

ورکشاپ کا دوسرا دن

ورکشاپ کے دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم نسیم احمد بٹ صاحب مبلغ سلسلہ نائیجیریا نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا خلاصہ درس میں سنایا۔

اس کے بعد مکرم آبمبولا توحید (Pharmacist Abimbola Taoheed) صاحب نے صحت کے موضوع پر لیکچر دیا۔جس میں بلڈ پریشر کی بیماری، اس کی وجوہات اور اس سے بچاؤ کے بارے میں بتایا۔

دوسرے دن کے پہلے سیشن کا آغاز مکرم ڈاکٹر وائی۔اے۔حبیب (Dr Y.A.Habib) صاحب نائب امیر برائے شمالی نائیجیریا کی صدارت میں شروع ہوا۔

آج کا پہلا لیکچر بعنوان Ingredients of Righteousness، مکرم معلم بیرسٹر رابعو عثمان (Muallim Barrister Rabiu Uthman) صاحب نے دیا۔جس میں قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کی روشنی میں تقویٰ کا حصول، اس کے ذرائع اور اہمیت کو واضح کیا۔

دوسرا لیکچر بعنوان Obedience to the Constituted Authority، مکرم ڈاکٹر عبداللطیف بوصاری (Dr. Abdul Lateef Busari) صاحب نے دیا۔جس میں آپ نے عہدیداران کی اطاعت کے بارہ میں قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کے اقتباسات کی روشنی میں تفصیل بیان کی۔

مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے جماعتی پروگرامز کی اہمیت اور افادیت کے بارہ میں تقریر کی۔ بعد ازاں صدر مجلس نے اس سیشن کے آخر پر دعا کروائی اور یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

شام 04:00 بجے آج کے دن کا دوسرے سیشن کی صدارت صدر مجلس انصار اللہ مکرم الحاجی ایم۔بی۔اوڈاکویا (Alhaji M.B.Odakoya) صاحب نے کی۔اس سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم الحاجی اے۔بی۔سانوسی (Alhaji A.B. Sanusi) صاحب نے کی اور بعد ازاں اس کا ترجمہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد اس سیشن کا پہلا اور مجموعی طور پر چوتھا لیکچر بعنوان Structure and finances of the Majlis Ansarullah، مکرم برادر آڈی اوپے عبدالوحید (Brother Adeote Abdul Waheed) صاحب نے دیا۔جس میں آپ نے مجلس انصار اللہ کے مرکزی عہدیداروں، ان کی تقسیم، ان کے کام اور دستور اساسی میں بیان کردہ چندہ مجلس انصار اللہ کی بابت بتایا۔

اس کے بعد آخر پر صدر مجلس نے معززین کا شکریہ ادا کیا اور یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

اس کے بعد نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔بعد ازاں مجلس سوال و جواب ہوئی۔جس میں سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

ورکشاپ کا تیسرا دن

ورکشاپ کے تیسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد مکرم الحاجی اے۔بی۔سانوسی (Alhaji A.B.Sanusi) صاحب نے درس دیا۔جس کے بعد مجلس سوال و جواب ہوئی۔

مکرم عبدالخالق نیر صاحب مبلغ انچارج نائیجیریا نے اختتامی اجلاس کی صدارت کی اور اختتامی تقریر کی۔اس کے بعد مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے اس پروگرام کے حوالہ سے رپورٹ پیش کی۔آخر پر صدر مجلس نے دعا کروائی۔اور یوں شمالی نائیجیریا کی پہلی انصاراللہ ورکشاپ اپنے اختتام کو پہنچی۔

اس ورکشاپ میں شمالی نائیجیریا سے 120 احباب کرام نے شرکت کی۔جس میں اکثریت نومبائعین کی تھی۔الحمدللہ علیٰ ذالک

آخر پر دعا ہے کہ مولیٰ کریم سب کارکنان کو اجر عظیم عطاء فرمائے۔اور آئندہ بھی مقبول خدمت کی توفیق دے۔آمین

مجلس انصاراللہ یوگنڈا کے سالانہ اجتماع کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عنایت اللہ زاہد۔امیر و مبلغ انچارج یوگنڈا)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 29 اور 30 اکتوبر 2011ء کو انصاراللہ یوگنڈا کو اپنا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔امسال اجتماع کے لئے اگانگازون کا انتخاب کیا گیا۔

اس اجتماع میں ہرزون سے 205 سے زائد احباب نے شرکت کی۔انصار پیدل اور سائیکلوں پر بھی تشریف لائے۔

اجتماع کا آغاز 29 اکتوبر بروز ہفتہ 3 بجے سہ پہر نماز ظہر اور عصر کے بعد ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور ترجمہ کے بعد محترم صدر صاحب انصار اللہ نے دعا کروائی اور عہد دہرایا اور اپنی افتتاحی تقریر میں انصار کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بہت ساری نصائح کیں۔بعدہٗ مکرم اعجاز احمد نیّر صاحب نے دعوتِ الی اللہ کے عنوان پر تقریر کی۔

ورزشی مقابلہ جات میں احباب نے پورے شوق سے حصّہ لیا۔میوزیکل چیئر سے سب بہت محظوظ ہوئے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد درس حدیث ہوا۔ مکرم آدم حمید صاحب نے ”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت رحمۃ للعالمین“ کے عنوان پر تقریر کی۔ بعد ازاں مجلسِ فکر ہوئی جس میں احباب نے جماعتوں میں بیداری اور ترقی کے لئے مختلف مشورے پیش کئے۔

دوسرے روز پروگرام کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔نمازِ فجر کے بعد مکرم اسرائیل لوٹالیگا صاحب نے ”تقویٰ“ کے عنوان سے درس دیا۔ درس کے بعد علمی مقابلہ جات کا انعقاد کیا گیا۔

اجتماع کا آخری اجلاس خاکسار کی صدارت میں منعقد ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد ”حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کا توکل علی اللہ“ اور ”اسلام میں شادی اور خاندانی زندگی“ کے عنوان پر تقاریر ہوئیں۔اس کے بعد تربیتی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں کارکردگی دکھانے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

خاکسار نے اختتامی تقریر میں انصار اللہ کے کام کو سراہا اور یوگنڈا بھر میں جماعتی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ”جہاں ترقیات ہوں وہاں شیطان بڑے زور سے حملہ آور ہوتا ہے اس لئے انصار اللہ کی ذمہ داری ہے کہ خود بھی شر اور شریر سے بچیں اور اپنی اولادوں کو بھی شیطان کے شر سے دور رکھیں۔پروگرام کا اختتام دعا سے ہوا۔

قارئین الفضل انٹرنیشنل سے درخواست دعا ہے اللہ تعالیٰ یوگنڈا کے احمدیوں کو اپنے خاص فضل اور رحمتوں سے نوازتے ہوئے خلافت کے سائے تلے ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

New Office in Morden

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005

Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040

Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697

Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921*

خطبہ جمعہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے حلقۂ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت دلچسپ، ایمان افروز تبلیغی واقعات کا تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح۔

مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم ادریس صاحب آف ربوہ کی نوابشاہ میں شہادت۔ مکرمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم قادیان کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 09/مارچ 2012ء بمطابق 09/امان 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

انبیاء دنیا میں بندے کو خدا کے قریب کرنے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنانے کے لئے، بندے کو اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم پر چلانے کے لئے آتے ہیں۔ اور ان سب انبیاء میں سے کامل اور مکمل تعلیم لے کر ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر اتری ہوئی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا حق ادا کر دیا۔ جو پیغام لے کر آئے تھے اُس کو دنیا میں پھیلانے کا ایسا حق ادا کیا کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے بدوؤں کو بھی پیغامِ حق پہنچایا۔ غلاموں کو بھی پیغامِ حق پہنچایا۔ رؤوساء مکہ کو بھی پیغامِ حق بغیر کسی خوف کے پہنچایا اور بڑے بڑے بادشاہوں کو بھی پیغامِ حق پہنچا کر خدا تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور پھر اس عظیم کام کو آپؐ کے صحابہ نے بھی دنیا تک پہنچایا اور پھر چودہ سو سال بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے پھر اس عظیم کام کی تجدید کی اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف بلایا۔ دنیا کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ کس طرح تلاش کرنی ہے، کس طرح اُس تک پہنچا جا سکتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تلاش ہے، اُس تک پہنچنے کی خواہش ہے تو اب صرف اور صرف مذہب اسلام ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے غیر مذہبوں کو بھی یہی دعوت دی۔ اپنی ایک نظم کے ایک مصرعے میں آپ فرماتے ہیں: ''آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 225)

پھر ایک جگہ آپ اپنی نثر میں، تحریر میں فرماتے ہیں کہ: ''دنیا کے مذاہب پر اگر گہری نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں'' (آجکل جو مذہبوں میں غلطی ہے فرمایا کہ اس لئے نہیں کہ شروع سے ہی وہ جھوٹے تھے) ''بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں اور جس کی آبپاشی اور صفائی کے لئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ اُس میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھلدار درخت خشک ہو گئے اور اُن کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے''۔

(اسلام (لیکچر سیالکوٹ) روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 203)

پھر آپ نے وضاحت سے فرمایا کہ اسلام کیونکہ آخری شریعت ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ساتھ ایسا نہیں کیا کہ اس کی تعلیم خشک ہو جائے۔ ہر صدی میں مختلف جگہوں پر مختلف وقتوں میں، اس باغ کو ہرا رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نگران بھیجتا رہا اور اس زمانے میں آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے اور میں آخری ہزار سال کا مجدد ہوں۔ پس اسلام کے خوبصورت باغ کا خوبصورت حصہ بننے اور پھلدار درخت بننے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عاشقِ صادق کے ساتھ جڑنا اب ہر مسلمان کا بھی فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق اب اسی ذریعہ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی خوبصورت تعلیم کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی پہنچایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے حلقہ بیعت میں آنے والے اپنے صحابہ کے دلوں میں بھی یہ روح پھونکی کہ دنیا کو یہ پیغام دو کہ خدا کی طرف آئیں، اُس سے تعلق جوڑیں اور یہ تعلق اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کے ساتھ جڑنے سے ہی حقیقی رنگ میں جڑ سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے والے غریب مزدور لوگ بھی تھے، زمیندار بھی تھے، کسان بھی تھے، اَن پڑھ دیہاتی بھی تھے، ملازم پیشہ بھی تھے، کاروباری لوگ بھی تھے اور پڑھے لکھے لوگ بھی تھے اور ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو سمجھا۔ آپ کی صحبت سے فائدہ اُٹھایا اور اس حقیقی پیغام کو، حقیقی اسلام کو سمجھ کر دنیا میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ اپنے اپنے حلقہ میں پھیلانے کی کوشش بھی کی۔ دوسرے مذاہب پر اسلام کی بالادستی کا حقیقی ادراک حاصل کیا اور پھر اُن لوگوں میں شامل ہو گئے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والے ہوتے ہیں۔ پس یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے پھر بڑی تیزی سے اسلام کے حقیقی پیغام کو نہ صرف ہندوستان میں بلکہ باہر بھی پھیلانے کی کوشش کی۔ اس وقت ان لوگوں کے چند واقعات، تبلیغی واقعات میں بیان کروں گا۔

حضرت امام دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مولوی فتح دین صاحب نے ہمارے نام ایک خط لکھا کہ دھرم کوٹ میں (دھرم کوٹ ایک جگہ کا نام ہے) مولوی عبدالسبحان مانیا والا مباحثے کے لئے آیا ہوا ہے۔ قادیان سے کوئی مولوی لے کر بہت جلد پہنچیں۔ ہم مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو ہمراہ لے کر دھرم کوٹ پہنچ گئے۔ وہاں بہت دوست جمع ہو گئے۔ مولوی صاحب بہت جماعت دیکھ کر بھاگووالے میں سردار بشن سنگھ کے پاس چلے گئے۔ ہماری تمام جماعت بھاگووالہ میں چلی گئی۔ (تبلیغ کا ایک شوق تھا وہاں پہنچ گئے۔) آخر مباحثہ زیرِ صدارت سردار بشن سنگھ کے قرار پایا اور وفات وحیاتِ مسیح پر گفتگو ہوئی مگر فریقِ مخالف اس بات پر بیٹھ گیا (یعنی کہ اس بات پر اَڑ گیا اور اسی پر ضد کرنی شروع کر دی۔) کہنے لگا کہ مَیں تب مباحثہ کروں گا جب تک یہ اقرار نہ کر لیں کہ مرزا صاحب کا نام قرآنِ شریف میں دکھاویں گے۔ (اور پھر شرط یہ لگائی کہ اس طرح نام دکھائیں کہ) ''مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ'' (قرآنِ کریم میں لکھا ہو، تب مَیں مانوں گا۔ نہیں تو مَیں بحث نہیں کروں گا۔) مولوی عبداللہ صاحب نے کہا کہ قرآنِ شریف سے دکھا دوں گا۔ تب سلسلہ گفتگو شروع ہو گیا۔ جب اُس (مولوی) نے مطالبہ کیا تو مولوی صاحب نے کہا (کہ) اگر انبیاء سابقین کے متعلق جو پیشگوئیاں ہیں، پہلے آپ دکھا دیں کہ اُن کے نام مع ولدیت لکھے ہیں تو ہم بھی اسی طریق پر دکھا دیں گے۔ اگر پہلوں میں یہ طریق ثابت نہیں تو ہم پر یہ سوال کیوں کیا جاتا ہے؟ فریقِ مخالف نے اس کا معقول جواب نہ دیا۔ آخر شرمندہ ہو کر بیٹھ گیا۔ سردار بشن سنگھ نے کہا، (جن کی زیرِ صدارت یہ سب مباحثہ ہوا تھا۔) یہ مولوی (تو) کچھ نہیں جانتا (اور پھر اُس کو پنجابی میں کچھ گالیاں والیاں بھی دیں۔) آخر (کہتے ہیں کہ) خدا نے فتح دی۔ اس مباحثے کا ذکر ہم نے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس کیا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب نے یہ کیوں نہ کہا کہ میرا نام خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اِسْمُهٗ اَحْمَد فرمایا ہے۔

(ماخوذ از جسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 5 صفحہ 57 روایت حضرت امام دین صاحبؓ)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب اپنے والد ماجد پیر احمد جان صاحب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ ''میرے والد صاحب نے حضرت صاحب کے اس دعویٰ کو قبول کر کے (یہ بیعت سے پہلے آپ کا قصہ ہے۔ اُس وقت اس بات کو قبول کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی اس زمانے کے مجدد ہیں۔) اپنے دوستوں اور واقف اور ناواقفوں میں بڑی سرگرمی کے ساتھ اشاعت شروع کی اور ایک طویل اشتہار بھی

چھاپا جس کی نقل زمانہ حال میں (جب وہ لکھ رہے ہیں کہتے ہیں) الفضل میں شائع ہوچکی ہے۔ (لکھتے ہیں کہ) میرے والد صاحب نے علاوہ تبلیغی اشاعت کے خود اوراپنے مریدوں سے مالی خدمت میں بھی حصہ لیا۔ ان کی زندگی کا آخری زمانہ اسی خدمت میں گزرا کہ جس قدر ہوسکے چندہ دیں اور اشاعت کریں۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 1 روایت حضرت پیر محمد افتخار احمد صاحبؓ)

اور یہی اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج علاوہ کتابوں کے، دوسرے لٹریچر کے ایم ٹی اے کے ذریعہ سے بھی اللہ تعالیٰ مختلف زبانوں میں دین کی اشاعت کروا رہا ہے۔ ابتدا میں جب کبھی ایم ٹی اے کا سیٹلائٹ شروع ہوا تو ایک سیٹلائٹ تھا اور وہ چند گھنٹوں کے لئے تھا۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے دس سیٹلائٹس پر ایم ٹی اے کے پروگرام دنیا میں ہر جگہ نشر ہو رہے ہیں۔ بلکہ انڈیا میں جہاں بڑے ڈشوں کی ضرورت پڑتی تھی، اب وہاں بھی کوشش ہو رہی ہے اور ایک ایسا سیٹلائٹ لے رہے ہیں کہ جہاں انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی چھوٹے ڈش سے، ڈیڑھ دوفٹ کے ڈش سے انشاء اللہ تعالیٰ ایم ٹی اے سنا جایا کرے گا۔

بہرحال اب روایتوں پر آتا ہوں۔ حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ ولد حکیم محمد حسین صاحبؓ (مرہمِ عیسیٰ) فرماتے ہیں کہ ''بچپن سے مجھے تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ ستمبر 1903ء تک میرے والد بزرگوار بھاٹی دروازہ لاہور پٹ رنگا محلہ میں رہتے تھے۔ اس زمانے میں ایک دفعہ والد صاحب کے پاس ایک احمدی ابو سعید عرب بھی آیا تھا۔ اُس نے میرے دینی اور تبلیغ کے شوق کو دیکھ کر مجھے کچھ آسان رنگ کے دلائل وفاتِ مسیح ناصری اور آمد مسیح موعود علیہ السلام کے سکھلائے تھے۔ مَیں ان دلائل کو اکثر مسجد کے اماموں کے سامنے جا کر پیش کرتا اور کہتا کہ ان کا جواب دو۔ ایک دفعہ اُنہی ایام میں بھاٹی دروازے کی اونچی مسجد کے امام کے پاس گیا اور اُس کے سامنے بھی وہ دلائل پیش کئے تو اُس نے مجھے کہا کہ ہم تب تمہاری بات کا جواب دیں گے اگر تم مرزا صاحب کے ساتھ ایسے وقت کہ گرد اُڑ رہی ہو، چلو، اور جب وہ گھر جانے لگیں تو دیکھو کہ کیا اُن کے چہرے پر دوسروں کی طرح گرد وغبار ہے یا نہیں؟ (یعنی یہ شرط لگائی کہ سیر پر ساتھ جاؤ، باہر نکلو اور یہ دیکھو جب مٹی اُڑ رہی ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرے پر وہ مٹی آ کے پڑتی ہے کہ نہیں)۔ اگر تم خود مرزا صاحب کے متعلق اس کو دیکھ کر بتلاؤ تب مَیں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ (یہ نہیں کہا کہ مَیں مان لوں گا۔ بلکہ کہا کہ جواب دوں گا) اور بتاؤں گا کہ حقیقت کیا ہے؟ (کہتے ہیں کہ) چونکہ مجھے اس سے قبل کئی دفعہ حضرت اقدس کے ساتھ سیر کو جانے کا قادیان میں موقع ملتا رہا تھا۔ اس لئے اس کے بعد جلد والد صاحب کے ہمراہ قادیان آ گیا اور حضور کے ساتھ صبح سیر کے لئے گیا۔ حضور سیر میں تیز رفتار چلا کرتے تھے اور مَیں حضور کے ساتھ ساتھ چلنے کے لئے بسا اوقات دوڑتا ہوا جاتا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اُس دن کچھ ہوا بھی چل رہی تھی اور ریت مٹی اُڑ اُڑ کر تمام احباب پر پڑتی تھی۔ جب حضور سیر سے واپس آئے اور حضور اپنے مکان کے گول کمرے کے سامنے احباب سے رخصت ہونے کے لئے ٹھہرے۔ تمام احباب نے حضور کے گرد حلقہ بنا لیا، (دائرے میں کھڑے ہو گئے) اور خاکسار سب کو چیرتا ہوا حضور کے پاس جا کھڑا ہوا اور تمام احباب کے چہروں کو اور حضور کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا تو میری حیرانی کی کوئی حد نہ رہی جب مَیں نے دیکھا کہ حضور کے چہرے پر گرد وغبار کا کوئی نشان نہ تھا اور باقی تمام لوگوں کے چہروں پر گرد وغبار خوب پڑا ہوا تھا۔ مَیں نے اس کا ذکر اُسی دن حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے بھی کیا تو حضور نے فرمایا کہ مسیح موعود کے لئے ایسا ہونا بطور نشان کے ہے۔ واپسی پر لاہور آ کر مَیں نے اونچی مسجد کے امام سے اس کا ذکر کیا اور ساتھ ہی اس کو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کرنے کا ذکر کیا اور بتلایا کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ مسیح کا نشان ہے۔ تو اُس مولوی نے جھٹ کہہ دیا کہ مَیں نہیں مانتا۔ تم کو تو نورالدین نے یہ سب قصہ بنا کر سکھلایا ہے۔ الغرض وہ تو اس سعادت سے محروم رہا اور ہم نے خود اپنی آنکھوں سے اس نشان کو دیکھا۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 62 روایت حضرت ماسٹر نذیر حسین صاحبؓ)

پھر حضرت شیر محمد صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے ایک دفعہ خواب دیکھا کہ ایک کنواں دودھ کا بھرا ہوا ہے اور میں نے بعض دوستوں کو کنویں میں سے بالٹیاں بھر بھر کر دودھ پلایا۔ لہٰذا وہ کنواں خشک ہو گیا۔ اس پر مَیں مولوی فتح دین صاحب کے پاس گیا اور اُن کو یہ خواب سنائی۔ انہوں نے فرمایا کہ تم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس جاؤ یا مولوی نورالدین صاحب کے پاس جاؤ۔ اس پر مَیں قادیان میں آیا اور مولوی عبدالکریم صاحب کو یہ خواب سنائی تو انہوں نے فرمایا کہ ''دودھ'' سے مراد علم ہے۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو ایک حرف تک پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اس علم سے مراد وہ علم ہے جو خدا سکھائے۔ اور جو بالٹیاں بھر بھر کے پلایا ہے، اس سے یہ مراد ہے کہ کئی دوست آپ سے مسیح موعودؑ کے دعویٰ کے متعلق فیض اُٹھائیں گے۔ اور کنواں خشک ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ لوگ جو تمہیں تبلیغ کرنے سے روکتے تھے اور حضرت اقدسؑ (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو مہدی کہنے سے روکتے تھے، وہ ایک دن تیرے سامنے مردہ ہو جائیں گے۔ لہٰذا یہ تینوں باتیں پوری ہو گئیں، (لکھتے ہیں کہ تینوں باتیں پوری ہو گئیں)، اور خان فتح میں میری اتنی مخالفت کے باوجود تمام گاؤں کا گاؤں ہی میری تبلیغ اور خدا تعالیٰ کی مدد اور حضور کی دعاؤں سے احمدی ہو گیا۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 82 روایت حضرت شیر محمد صاحبؓ)

پھر حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ (یہ مردان کے تھے) فرماتے ہیں کہ: ''اپنے دورانِ سیاحت میں ہندوستان میں بمبئی، کراچی، دہلی، آگرہ، شملہ اور کلکتہ کے دیکھنے کا موقع ملا۔ بلوچستان میں سبّی، کوئٹہ اور مستونگ دیکھے۔ افغانستان میں جلال آباد، کابل اور چارے کار نعمانی دیکھے۔ پنجاب میں کوہ مری، قادیان، گورداسپور، امرتسر، راولپنڈی، سیالکوٹ، لاہور اور وزیر آباد دیکھے۔ سرحد تمام اور ایجنسیاں دیکھیں۔ اور پھر سوات اور جموں اور کشمیر دیکھا۔ روضہ بل میں حضرت یوز آسف، یسوع یوسف کی قبر دیکھی جو محلّہ خانیار میں واقع ہے۔ جب خاکسار نے بیعت کی تو اُسی دن سے تمام اسلامیہ سکول کے طلباء میں، شہر پشاور کے تمام محلوں کے طلباء میں قادیانی، قادیان اور مرزا قادیان کے نام سے مشہور ہو گیا''۔ (یعنی جس دن بیعت کی اُسی دن ایسا اظہار کیا کہ سارے سکول میں مشہوری ہو گئی۔ کہتے ہیں کہ) ''اگر فٹبال فیلڈ میں جاتا تو تمام شاہی باغ میں یہی چرچا ہوتا رہتا کہ احمدیت کی خوب شہرت ہوئی اور لوگوں نے سوالات کرنے شروع کئے اور روزمرہ مباحثات اور سوال و جواب کا اکھاڑہ جم جاتا۔ (سکول میں جاتے تھے تو) سکول میں شاہی باغ میں اور جہاں بھی موقع پیش آتا رفتہ رفتہ یہ چرچا عام ہوتا گیا اور میرے ایامِ ملازمت میں سکول اور شہر کے دائرے سے نکل کر اطرافِ پشاور اور پھر اطرافِ سرحد میں پھیل گیا۔ کیونکہ میں تمام اضلاع میں سرحد میں دوروں پر آنریبل چیف کمشنر صوبہ سرحد کے ساتھ جایا کرتا۔ اور سرحد کی ایجنسیوں میں بھی اتفاق ہوتا۔ اسلامیہ کالج اور مشن کالج میں سرحد کے تمام اضلاع کے لڑکے پڑھتے۔ اُن کو بورڈنگوں میں جا کر ملتا......، (وہاں بھی تبلیغ کرتے) میرے ذریعے احمدیت کو تمام سرحد میں اشاعت اور بذریعہ تحریر بھی اور بذریعہ تقریر بھی اور کثرت سے اور معمر لوگ داخلِ سلسلہ احمدیہ ہوتے گئے۔ لوگ جو میرے ذریعے احمدی ہوئے یا پھر اُن کے ذریعے احمدی ہوئے اُن کی تعداد کم از کم دو اڑھائی سو افراد پر مشتمل ہو گی۔ ان میں سے کچھ تو فوت ہو گئے، کچھ زندہ ہیں۔ (لیکن کہتے ہیں کہ کچھ اُن میں سے خلافتِ ثانیہ میں) پیغامی ہو گئے اور کچھ جماعت میں موجود ہیں۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 198-197 روایت حضرت قاضی محمد یوسف صاحبؓ)

حضرت احمد دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد مانا صاحب فرماتے ہیں: ''میں نے ایک دفعہ خطبہ جمعہ میں مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ میری جماعت کے بے علم بھی دوسروں پر غالب رہیں گے اور وہ (یعنی غیر احمدی) اُن کا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ چنانچہ مَیں نے تجربہ سے دیکھا ہے کہ مَیں نے باوجود بے علم اور اَن پڑھ ہونے کے غیر احمدی علماء کو بالکل ساکت اور مات کر دیا حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ تُو جھوٹ بولتا ہے کہ میں بے علم اور اَن پڑھ ہوں۔''

(رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 26 روایت حضرت احمد دین صاحبؓ)

یعنی مولویوں نے پھر یہ ماننے سے انکار کر دیا کہ آپ پڑھے لکھے نہیں۔

حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ ولد میاں کالے خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''خاکسار نے 1903ء میں بذریعہ خط از چھاؤنی چتوگ ضلع شملہ بیعت کی تھی۔ حضور کی زیارت 1902ء میں کی۔ اُس وقت حضور نے ریشِ مبارک کو مہندی لگا کر اوپر کپڑا باندھا ہوا تھا۔ کمر میں تہ بند یعنی چادر بندھی ہوئی تھی۔ حضور مسجد مبارک کے قریب والے مکان میں صحن کے اندر چارپائی پر تشریف فرما تھے۔ اُس وقت چار پانچ آدمی تھے جن سے حضور نے مصافحہ کیا اور ہر ایک کے حالات دریافت کرتے رہے۔ خاکسار سے پوچھا۔ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ عرض کی موضع کھیراں والی ریاست کپورتھلہ سے اور رخصت پر آیا ہوا ہوں۔ مَیں توپ خانے میں ملازم ہوں۔ وہاں اکیلا میں احمدی ہوں اور فوج میں تبلیغ بڑی مشکل ہے۔ (شوق مجھے ہے لیکن تبلیغ مشکل ہے۔) وہاں افسر تبلیغ نہیں کرنے دیتے۔ حضور نے فرمایا کہ تم اکیلے نہیں رہو گے۔ استقلال کے ساتھ تبلیغ احمدیت کرتے رہو۔ گھبراؤ نہیں۔ پھر حضور علیہ السلام نے دریافت کیا کہ ایک ہی جگہ چھاؤنی میں رہتے ہو؟ عرض کی کہ ہر تین سال کے بعد چھاؤنی بدل جاتی ہے۔ فرمایا کہ جہاں بھی جاؤ وہاں کی جماعت سے ملتے رہا کرو۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 126 روایت حضرت ڈاکٹر محمد بخش صاحبؓ)

یہ بڑی اصولی اور ضروری ہدایت آپ نے فرمائی کہ جہاں جانا ہے، ہر احمدی کو جماعت سے ضرور رابطہ رکھنا چاہئے۔

حضرت ماموں خان صاحبؓ ولد کالے خان صاحب فرماتے ہیں کہ ''مَیں نے 1902ء میں ایک خواب دیکھا کہ چاند میری جھولی میں آسمان سے ٹوٹ کر آ پڑا ہے۔ مَیں نے اس خواب کو سید محمد شاہ صاحب مرحوم ماچھی واڑہ کو جو کہ مخلص احمدی تھے، سنایا۔ انہوں نے بتایا کہ تم کو عزت ملے گی یا کسی بزرگ کی بیعت کرو گے۔ میری عمر اُس وقت 24 سال کی تھی۔ مَیں اور سید محمد شاہ صاحب ماچھی واڑہ کے سکول میں ہر دو ملازم تھے۔ انہوں نے تبلیغ کا سلسلہ مجھ سے شروع کر دیا۔ ان دنوں پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کی شہرت تھی۔ مَیں نے شاہ صاحب سے عرض کی کہ (یہ) پیشگوئی جو کہ پنڈت لیکھرام کے متعلق ہے سچی ہوئی تو ضرور بیعت کر لوں گا۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔ مَیں نے فوراً بیعت کر لی۔ اُس وقت مولوی عبدالکریم صاحب زندہ تھے۔ سید محمد شاہ صاحب سے مَیں نے بیعت کا خط لکھوایا۔ حضور کے پیش ہوا''۔ (یعنی جب خط حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش ہوا تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنے ہاتھ سے اس کا جواب دیا۔ کہتے ہیں) ''خط میرے نام پہنچا کہ بیعت منظور ہو گئی ہے اور آپ کے لئے حضرت صاحب نے دعا کی ہے۔'' 1904ء میں خط کے ذریعے بیعت کی تھی اور دستی بیعت 1906ء میں قادیان میں آ کر کی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 149 روایت حضرت ماموں خان صاحبؓ)

حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''لاہور میں ایک غیر احمدی کا لڑکا جو ریلوے میں ملازم تھا، آریہ خیالات کا ہو گیا۔ اُس کے والدین کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی۔ اور وہ اُس کو بیگم شاہی مسجد کے ایک مولوی کے پاس لے گئے۔ اُس نے مولوی صاحب (کے) سامنے جب چند آریوں کے

اعتراضات پیش کئے تو وہ بہت طیش میں آ گیا اور اُس کو مارنے کے لئے دوڑا۔ (آریوں کے اعتراض پیش کئے۔ مولوی کے پاس جواب کوئی نہیں تھا۔ مولوی غصے میں آ کر اُس کو مارنے لگا) جس پر وہ نوجوان اپنی پگڑی وغیرہ وہیں چھوڑ کر بھاگ پڑا۔ لوگ بھی اُس کے پیچھے بھاگے۔ لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر ایک احمدی احمد دین صاحب جو رفوگری کا کام کرتے تھے وہ بھی ساتھ ہو لئے اور اُس کے مکان تک ساتھ گئے۔ اصل واقعہ معلوم کرنے کے بعد وہ میرے پاس آیا۔ (میاں عبدالرشید صاحب کے پاس وہ احمدی آیا) اور مجھے اس کے حالات سے آگاہ کیا اور کہا کہ اُس کو ضرور ملنا چاہئے اور اس کے خیالات کی اصلاح کی کوشش ہونی چاہئے۔ (یہ درد تھا کہ ایک مسلمان کیوں آریہ ہو گیا۔ اور یہ احمدیوں میں ہی درد تھا۔ مولوی تو صرف مارنے پر تلے ہوئے تھے۔) چنانچہ (کہتے ہیں) مَیں اُن کے ہمراہ اُس کے مکان پر گیا۔ پہلے تو وہ گفتگو ہی کرنے سے گریز کرتا تھا اور صاف کہتا تھا کہ مَیں تو آریہ ہو چکا ہوں۔ مجھ پر اب آپ کی باتوں کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا اور اُس نے گوشت وغیرہ ترک کر کے آریہ طریق اختیار کر لیا ہوا تھا۔ اُن کی مجالس میں جاتا اور اُن کی عبادات میں شریک ہوتا تھا۔ (خیر کہتے ہیں) میرے بار بار جانے اور اصرار کرنے پر وہ کسی قدر مجھ سے مانوس ہوا۔ جب وہ سیر کو جاتا تو میں بھی اُس کے ہمراہ ہو جاتا۔ بعض اوقات میں اُس کے لئے انتظار بھی کرتا کہ جب وہ سیر کو نکلے گا تو مَیں اُس کے ہمراہ ہو جاؤں گا۔ تھوڑے دنوں کے بعد اِیسٹر کی تعطیلات آ گئیں۔ مَیں نے اُسے کہا کہ میرے ساتھ قادیان چلو مگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوتا تھا اور کہتا تھا کہ مَیں مولویوں کے پاس جانے کو تیار نہیں ہوں۔ اس پر میں نے اُس کو بہت سمجھایا کہ قادیان میں کسی تکلیف کا اندیشہ نہیں اور آپ سے کسی قسم کا برا سلوک نہ ہو گا۔ جو چاہیں اعتراضات پیش کریں اور میں ہر قسم کی ذمہ داری لیتا ہوں۔ آخر بڑے اصرار کے بعد وہ آمادہ ہو گیا...... (اور ہم قادیان گئے۔) وہاں جا کر ہم حضرت مولوی صاحب سے ملے۔ (یعنی حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ سے ملے۔) آپ نہایت شفقت سے پیش آئے اور (اُس لڑکے کو) فرمایا کہ آپ جو چاہیں اعتراض کریں جواب دیا جائے گا۔ مَیں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا کہ حضور انہوں نے گوشت وغیرہ ترک کر دیا ہوا ہے۔ (حضرت خلیفہ اوّل کو کہا کہ یہ گوشت نہیں کھاتے۔) اور ہندوؤانہ طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب نے اپنے گھر سے مونگی کی دال اور چند روٹیاں مہمان خانے میں اُس کے لئے بھجوا دیں۔ اس بات سے وہ بہت متأثر ہوا (کہ میرے کھانے کا لحاظ رکھا گیا ہے۔) اُس دن ظہر کی نماز کے لئے جب مَیں گیا تو اُس کو ساتھ لے گیا۔ نماز کے بعد حضور مسجد مبارک میں تشریف فرما ہوئے۔ اُن دنوں حضور (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) آریوں کے متعلق کوئی تصنیف فرما رہے تھے۔ چنانچہ اُس وقت حضرت صاحب نے آریہ لوگوں کے اعتراضات کا ذکر مجلس میں کر کے اُن کے جوابات دیئے۔ اس کا اُس (لڑکے) پر بہت اثر ہوا۔ اور اس کے بہت سے اعتراضات خودبخود دور ہو گئے اور اسلام سے بھی ایک گونہ دلچسپی پیدا ہو گئی۔ عصر کی نماز کے بعد مَیں اُن کو حضرت مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ) کے درس القرآن پر لے گیا۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں بھی قرآنِ کریم کا درس دیا کرتے تھے۔ کہتے ہیں مَیں وہاں لے گیا) جو مسجد اقصیٰ میں ہوتا تھا۔ اُس کے بعد ہم دونوں مولوی صاحب کی خدمت میں گئے اور مَیں نے عرض کی کہ حضور! انہیں کچھ سمجھائیں، مولوی صاحب نے فرمایا کہ ان کو جو اعتراض ہے وہ کریں۔ اس پر اُس نے گوشت خوری کے متعلق دریافت کیا جس کا جواب مولوی صاحب نے نہایت عمدہ طریق پر اُسے دیا اور اُس کی اس سے تسلی ہو گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد پھر ہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں مسجد مبارک میں حاضر ہوئے۔ حضور علیہ السلام شہ نشین پر بیٹھ کر گفتگو فرماتے رہے۔ لوگ عموماً مولوی عبدالکریم صاحب کی معرفت سوال وجواب کرتے تھے۔ چنانچہ یہ (لڑکا جو تھا یہ) گفتگو سنتا رہا۔ اس کے بعد اُس نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دوسرے دن نماز ظہر کے وقت اُس نے وضو کیا اور جا کر نماز ادا کی۔ اُس دن پھر مولوی صاحب کا درس سنا۔ اور تیسرے دن اس آریہ دوست نے حضور (علیہ السلام) کی بیعت کر لی اور پھر اسلام میں داخل ہوا۔ (آگے بیان کرتے ہیں کہ) اور اب انہیں اسلام کے ساتھ ایسا اُنس پیدا ہوا کہ وہ آریہ سماج کی مجلسوں میں جا کر اسلام کی خوبیاں بیان کرتا اور آریوں کے اعتراضات کا جواب دیتا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 11 صفحہ 30 تا 32۔ روایت حضرت میاں عبدالرشید صاحبؓ)

تو یہ درد تھا اُن لوگوں میں کہ ایک ایسے شخص کو بھی جو مسلمان ہے، ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے۔

پھر حضرت میاں عبدالعزیز صاحبؓ المعروف مغل صاحب بیان کرتے ہیں کہ ''نیلے گنبد میں ایک پٹھان مولوی (یہ پٹھان مولویوں کا حال بیان کر رہے ہیں) ادھیڑ عمر کا رہا کرتا تھا۔ اُس کو مَیں نے تبلیغ کی تو اُس نے تسلیم کیا کہ حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سچے ہیں مگر آپ مجھ کو بے فائدہ آ کر تبلیغ کرتے ہیں کیونکہ ہماری قوم میں یہ دستور ہے کہ اگر ہم ایک دفعہ انکار کر دیں تو پھر خدا بھی آ کر کہے گا تو ہم نہیں مانتے۔'' اس کے بعد اُس مولوی کا انجام یہ ہوا، سنا کہ وہ خودکشی کر کے مر گیا۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 28 روایت میاں عبدالعزیز صاحبؓ)

اور اسی طرح یہ ان کا دوسرا واقعہ ہے، یہ بھی ایک مولوی کا ہے، وہ بھی اتفاق سے ایک پٹھان تھا، اور وہ بھی زہر کھا کے کسی کے عشق میں خودکشی کر کے مر گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ لوہاری منڈی کے اندر اُس کی دکان تھی۔ جب ہم وہاں سے گزرتے تو اکثر ہم کو دیکھ کر کہا کرتا تھا کافر جا رہے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ اس کو کہا کہ آپ تحقیق تو کریں۔ آخر پرکھ کر تو دیکھیں۔ جب بھی ہم گزرتے ہیں آپ یونہی ہمیں کافر کہہ دیتے ہیں۔ اُس نے کہا کہ اگر خدا بھی مجھے آ کر کہے تو مَیں نہیں مانوں گا۔ وہ بھی وہی جواب۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 28 روایت میاں عبدالعزیز صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے میاں موسیٰ صاحب کو تبلیغ شروع کی۔ چنانچہ اُن کو قادیان بھیجا مگر وہ شامتِ اعمال سے قادیان سے بغیر بیعت کے واپس آ گئے۔ بعد ازاں مَیں اُن کو کبھی کبھی اخبار بدر سناتا رہا۔ پھر مَیں نے اُن کو ایک دن ایک حدیث کا ذکر سنایا کہ ایک بدوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ خدا کے رسول ہیں؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر کہا کہ میں خدا تعالیٰ کا رسول ہوں۔ تب اُس بدوی نے بیعت کر لی اور اپنے قبیلے کو بھی بیعت کے لئے حاضر کیا۔ یہ واقعہ جب مَیں نے حضرت میاں محمد موسیٰ صاحب کو سنایا تو اُن کے دل پر بھی اس کا خاص اثر ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اس وقت ایک کارڈ (یعنی اُس زمانے میں خط کے لئے کارڈ ہوتے تھے) حضرت صاحب کی خدمت میں لکھا کہ کیا آپ خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ آپ مسیح موعود ہیں۔ یہ کارڈ جب حضرت صاحب کی خدمت میں پہنچا تو حضور نے مولوی عبدالکریم صاحب کو حکم دیا۔ لکھ دو کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں وہی مسیح موعود ہوں جس کا وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امت کو دیا۔ اس کارڈ میں مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی طرف سے بھی ایک دو فقرے لکھ دیئے۔ جن کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے خدا کے مسیح کو قسم دی ہے۔ اب آپ یا تو ایمان لاویں یا عذابِ خداوندی کے منتظر رہیں۔ وہ کارڈ جب پہنچا تو میاں محمد موسیٰ صاحب نے اپنی اور اہل وعیال کی بیعت کا خط لکھ دیا۔ اس طرح سے (کہتے ہیں) میں اب اکیلا نہ رہا بلکہ میرے ساتھ خدا تعالیٰ نے اُن کو بھی شامل کر دیا۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 137-136 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

پھر منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''لاہور میں ایک وکیل ہوتے تھے اُن کا نام کریم بخش عُرف بکرا تھا۔ (یہ پتہ نہیں کیا نام رکھا ہے) وہ بڑی فحش گالیاں حضرت (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو دیا کرتے تھے۔ (بڑی گندی گالیاں دیتے تھے۔) ایک دن دورانِ بحث اُس نے کہا کہ کون کہتا ہے مسیح مر گیا۔ مَیں نے جواباً کہا کہ مَیں ثابت کرتا ہوں کہ مسیح مر گیا (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔) اُس نے اچانک ایک تھپڑ بڑے زور سے مجھے مارا۔ اس سے میرے ہوش پھر گئے اور مَیں گر گیا۔ جب مَیں وہاں سے چلا آیا تو اگلی رات میں نے رؤیا میں دیکھا کہ کریم بخش عرف بکرا ایک ٹوٹی ہوئی چارپائی پر پڑا ہے اور اُس کی چارپائی کے نیچے ایک گڑھا ہے۔ اُس میں وہ گر رہا ہے اور نہایت بے کسی کی حالت میں ہے۔ صبح میں اُٹھ کر اُس کے پاس گیا اور مَیں نے اُسے کہا کہ مجھے رؤیا میں بتایا گیا ہے کہ تو ذلیل ہو گا۔ چنانچہ تھوڑے عرصے کے بعد اُس کی ایک (بیوہ) لڑکی کی وجہ سے جس کو ناجائز حمل ہو گیا اُسے بڑی ذلت اُٹھانی پڑی اور اُس کی جو ابارشن وغیرہ کرائی تو اُس کی وجہ سے بیٹی بھی اُس کی مر گئی۔ پولیس کو جب علم ہوا تو اس کی تفتیش ہوئی۔ اُس کا کافی روپیہ بھی خرچ ہوا۔ کہتے ہیں اُس کی عزت برباد ہوئی۔ شرم کے مارے گھر سے نہیں نکلتا تھا۔ پھر میں نے اُس کو آواز دے کر ایک دن کہا کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گندی گالیاں دیا کرتے تھے یہ اس کا وبال چکھ لیا ہے۔ تو بہرحال اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔''

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 206 تا 207 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

لیکن آجکل تو یہ حال ہے کہ اگر آپ پاکستان میں کسی مولوی کو صحیح طور پر بھی کچھ کہیں تو فوراً جیسا کہ پچھلی دفعہ مَیں نے بتایا تھا کہ قانون کا سہارا لے کر ایک قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ اپنی عزت ونام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے ساتھ منسوب کر کے ناموسِ رسالت کا مقدمہ کروا دیتے ہیں۔ یہ تو آجکل ان کا حال ہے۔

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ''جس وقت میرا نکاح حضرت صاحب کی دعا کی برکت سے ہو گیا تو میں نے پنی ساس کو تبلیغ کی۔ وہ بہت متأثر ہوئی۔ (وہ احمدی نہیں تھی۔ تبلیغ سے متأثر تو ہوئی لیکن بیعت نہیں کی) ایک دن اُس نے مجھے اپنا زیور اتار کر دے دیا کہ یہ حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دو اور اُن سے عرض کرو کہ اس کا عوض مجھے قیامت کو ملے۔ چنانچہ میں وہ زیور لے کر قادیان گیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کیا کہ یہ میری ساس نے دیا ہے اور اُس نے عرض کیا ہے کہ اس کا عوض قیامت میں مجھے ملے۔ حضور نے وہ قبول فرمایا اور زبانِ مبارک سے فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا عوض ان کو مل جائے گا۔ ایک مدت کے بعد جب وہ فوت ہو گئیں اور مَیں نے اُن کا جنازہ نہ پڑھا۔ کیونکہ (باقاعدہ) انہوں نے بیعت نہیں کی تھی۔ جب میں حضرت اقدس کی خدمت میں گیا۔ (1906ء کا واقعہ ہے، کہتے ہیں) اور مَیں نے عرض کیا کہ وہ فوت ہو گئی ہیں مگر مَیں نے اُن کا جنازہ نہیں پڑھا۔ حضور نے فرمایا۔ اُن کا جنازہ پڑھ لینا چاہئے تھا کیونکہ اُنہوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا کہ وہ احمدی ہیں۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 9 صفحہ 265 تا 266 روایت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ)

ہو سکتا ہے ماحول کی وجہ سے یا کم علمی کی وجہ سے بیعت نہ کی ہو لیکن عمل ایسا تھا جس سے ثابت ہوا کہ وہ احمدی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کا، اشاعتِ اسلام کا، خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا جو مقصد تھا کہ اشاعتِ اسلام کے لئے سب کچھ دے دو، اُس کے لئے تو انہوں نے جو اُن کی پیاری چیزیں تھیں، جن سے ایک عورت کو محبت ہوتی ہے اُس زمانے میں تو بہت زیادہ ہوتی تھی، آج بھی

ہے یعنی کہ زیور، وہ دے دیا۔ قیامت کا خوف تھا۔ دل میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خواہش تھی۔ لیکن یہاں یہ بھی واضح ہو جائے کہ اس کے یہ معنی بھی نہیں لینے چاہئیں کہ جو کوئی یہ کہہ دے کہ احمدیوں کو بُرا نہیں سمجھتے تو اُن کو احمدیوں میں شمار کر لیا جائے۔ اس موقع پر جیسا کہ انہوں نے کہا، اُنہوں نے اپنا مال، اپنی محبوب چیز اشاعتِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کی جس کے لئے آپ آئے تھے۔ صرف دل میں برا منانا یا احمدیوں کو اچھا سمجھنا کافی نہیں تھا۔ کیونکہ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا ہوا ہے کہ اگر وہ کوئی برا نہیں مناتے تو علی الاعلان پھر اس کا اظہار کر دیں۔ اظہار کیوں نہیں کرتے۔ اور پھر اگر کسی وجہ سے مجبوری نہیں ہے تو پھر بیعت میں بھی شامل ہونا چاہئے۔ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم برا نہیں مناتے، یہ کافی نہیں ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 526 مطبوعہ ربوہ)۔ حالات کے مطابق ہر فیصلہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’مَیں نے بیعت کر لی۔ حضرت اقدس کی کتابیں پڑھیں۔ ایک جوش پیدا ہوا اور تبلیغ شروع کر دی۔ اُن ایام میں میری تبلیغ کا طریق یہ تھا کہ جہاں چار پانچ آدمی اکٹھے بیٹھے دیکھتا، جاتے ہی السلام علیکم کہہ کر کہتا کہ مبارک ہو۔ لوگ متوجہ ہو کر پوچھتے کہ کیا بات ہے؟ میں کہتا کہ حضرت امام مہدی آ گئے ہیں۔ اس پر کوئی ہنسی اڑاتا۔ کوئی مخول کرتا۔ کوئی مزید تفصیل سے پوچھتا۔ غرضیکہ کسی نہ کسی رنگ میں بات شروع ہو جاتی اور میں تبلیغ کا موقعہ نکال لیتا‘‘۔

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 32 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

تبلیغ کا موقع نکالنے کی بات ہے۔ آجکل جماعتیں اس طرح ہی بہت ساری جگہوں پر جو لیف لٹنگ (Leafletting) کر رہی ہیں تو اس کی وجہ سے دنیا میں اُن سے لوگ سوال جواب بھی کرتے ہیں۔ اور اُس سے بھی تبلیغ کے آگے موقع نکلنے چاہئیں۔ صرف اتنا کافی نہیں ہے کہ کاغذ دیدیا کہ جماعت احمدیہ کا امن کا پیغام ہے اور بس فرض پورا ہو گیا۔ بلکہ اُس رابطے کو، اُس تعلق کو پھر آگے بھی جس حد تک بڑھایا جا سکتا ہے بڑھانا چاہئے۔ اسی طرح جیسا کہ آجکل یہاں یوکے میں مساجد کے افتتاح ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تین مساجد کے افتتاح ہو چکے ہیں اور تین کے اَور انشاء اللہ تعالیٰ اگلے ایک مہینے میں ہونے ہیں۔ اب یوکے جماعت کو بھی اس طرف توجہ پیدا ہوئی ہے۔ اس سے بھی تبلیغ کے رستے کھلنے چاہئیں۔ رابطے پیدا ہونے چاہئیں اور زیادہ سے زیادہ تعلق وہاں کی مقامی جماعتوں کو اپنے ماحول میں پیدا کرنا چاہئے۔ کیونکہ مساجد سے جہاں مخالفت ہوتی ہے وہاں توجہ بھی پیدا ہوتی ہے اور ابھی تک جن مساجد کے افتتاح ہوئے ہیں اُن کی رپورٹس یہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے جن لوگوں کے رابطے نہیں تھے، وہ بھی اب جماعت کے بارے میں معلومات لیتے ہیں اور جو معلومات لیں تو پھر ہمیں اُس سے بھرپور فائدہ اُٹھانا چاہئے۔

پھر حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’میاں غلام محمد صاحب جو قوم کے ارائیں تھے اور موضع سعد اللہ پور تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے باشندہ تھے وہ میرے ذریعے ہی خدا کے فضل سے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ ایسا ہی اُن کی برادری کے سب لوگ بھی بلکہ موضع سعد اللہ پور کے امام مسجد مولوی غوث محمد صاحب جو اہل حدیث فرقے کے فرد تھے، وہ بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے میری تبلیغ کے ذریعے احمدی ہوئے تھے۔‘‘

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 64-63 روایت حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکیؓ)

تو مولویوں میں بھی سعید فطرت ہیں جو دین کو سمجھتے ہیں، آجکل بھی ایسے بعض لوگ ہیں۔ پاکستان میں بھی ہیں اور دوسری دنیا میں بھی جو باوجود مذہب کے معاملے میں بڑے سخت ہونے کے اور لوگوں کی سنی سنائی باتوں کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کرنے کے باوجود جب اُن کو حقیقت کا علم ہوتا ہے، پڑھتے ہیں، سمجھتے ہیں تو پھر بیعت میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔

حضرت میاں محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ’’ہمارے خاندان میں پہلے حاجی فضل الدین صاحب نے 1892ء میں قادیان جا کر بیعت کی تھی۔ حاجی صاحب میرے چچا زاد بھائی تھے۔ انہوں نے میرے والد صاحب اور دیگر میرے بھائیوں کو 1903ء تک تبلیغ کی۔ میرے والد صاحب نے ایک رات خواب دیکھا کہ قادیان کی طرف سے ایک پورے قد کا چاند بہت خوشنما (یعنی مکمل چاند جو تھا) روشنی دے رہا ہے۔ جس کی تعبیر میرے والد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر کی اور ہم سب نے اُسی دن بذریعہ خط بیعت کر لی۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 134 روایت میاں محمد عبداللہ صاحبؓ)

حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ’’تبلیغ مَیں بیعت سے پہلے بھی کیا کرتا تھا اور بیعت کے بعد تو مَیں نے اس قدر تبلیغ کی کہ سینکڑوں لوگ میرے ذریعے سے جماعت میں داخل ہوئے۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ جلد 10 صفحہ 219 روایت مولوی محمد عبداللہ صاحبؓ)

یہ واقعات اور بھی کافی ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان صحابہ کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے بہت سوں کو زمانے کے امام کا پیغام پہنچایا اور پھر انہوں نے آگے تبلیغ کر کے اس پیغام کو آگے پہنچاتے چلے گئے اور یہ کام جاری رکھا۔ آج اُن کی نسلیں، اُنہی کی محنت، نیکیوں اور تقویٰ کے پھل کھا رہی ہیں۔ پس اپنے بزرگوں کے لئے بھی دعائیں کریں جن کی نسلوں میں اُن صحابہ کے ذریعے سے احمدیت آئی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں تھے۔ اور ہمیں اُن کا بہت زیادہ شکر گزار ہونا چاہئے اور حقیقی شکر گزاری یہی ہے کہ جہاں اُن کے لئے دعائیں کریں وہاں اپنا تعلق بھی جماعت سے مضبوط کریں اور اس پیغام کو آگے سے آگے پہنچاتے چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس وقت آج بھی ایک افسوسناک اطلاع ہے۔ ہمارے ایک بھائی کو نوابشاہ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ مکرم مقصود احمد صاحب ابن مکرم محمد ادریس صاحب جو پہلے تو کرونڈی میں آباد تھے لیکن پچھلے چھبیس ستائیس سال سے دارالرحمت شرقی ربوہ میں رہائش پذیر تھے۔ مقصود صاحب کے خاندان کا تعلق قادیان کے قریب گاؤں ’’بھٹیاں گوت‘‘ سے ہے۔ ان کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا مولوی عبدالحق نور صاحب کی بیعت کے ذریعے سے آئی تھی۔ 1934ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ ان کے دادا کو زمیندارہ کا وسیع تجربہ تھا جس کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے شروع میں سندھ کی زمینوں کو آباد کرنے کے لئے اُنہیں بھجوایا تھا۔ ان کے دادا ناصر آباد، محمود آباد اور دوسری سٹیٹس میں بھی نگرانی پر مقرر رہے ہیں۔ پھر 1942ء میں جماعت کی سٹیٹ سے نکل کر انہوں نے اپنی زمینیں لے لی تھیں اور خیر پور منتقل ہو گئے۔ 21/دسمبر 1966ء کو آپ کے دادا مکرم عبدالحق نور صاحب کو بھی شہید کر دیا گیا تھا۔ اُس وقت مقصود صاحب کی عمر بارہ سال کی تھی اور آپ اُس شہادت کے عینی شاہد تھے۔ پرانے شہداء کا جب ذکر ہو رہا تھا تو جون 1999ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے خطبہ میں شہداء کی فہرست میں ان کے دادا کا بھی ذکر کیا تھا۔ 1983ء تک کرونڈی میں رہے۔ اُس کے بعد پھر وہاں سے ربوہ شفٹ ہو گئے۔ جب سے ربوہ میں شفٹ ہوئے ہیں اُس وقت سے ہومیو پیتھک کیور یٹو کمپنی جو راجہ نذیر صاحب کا ایک ادارہ ہے اُس میں کام کر رہے تھے۔ اور آپ کے سپرد کمپنی کی طرف سے سندھ کا علاقہ تھا جہاں آپ ہر مہینے دورے پر، دوائیوں کی فروخت کے لئے یا آرڈر لینے کے لئے سیلز مین کے طور پر جایا کرتے تھے۔ کہتے ہیں گزشتہ ماہ 27/فروری سے سندھ کے دورے پر تھے اور 7/مارچ 2012ء کو شہادت کے دن صبح تقریباً گیارہ بجے نوابشاہ پہنچے تھے جہاں سہ پہر تقریباً ساڑھے تین بجے نوابشاہ کے معروف موہنی بازار میں دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان کو روکا اور ان پر فائر کر دیا جس سے ان کی شہادت ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ پولیس لاش ہسپتال لے گئی۔ وہاں جا کر پوسٹ مارٹم ہوا۔

جیسا کہ ہم جانتے ہیں، نوابشاہ میں دس دن کے اندر یہ دوسری شہادت ہے۔ مرحوم موصی بھی تھے۔ شہید مرحوم کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ مرحوم نے آج سے دو تین ماہ قبل اس بات کا ذکر کیا تھا کہ اُنہیں دھمکیاں مل رہی ہیں۔ نیز وہ ایک جگہ ہندو ڈاکٹر کی دکان پر دوائیوں کی سپلائی کے لئے جاتے تھے تو انتہا پسندوں نے اُس ہندو ڈاکٹر کو بھی دھمکی دی تھی کہ اگر اب یہ مرزائی تمہاری دکان پر آیا تو تمہیں بھی اور اس مرزائی کو بھی ہم مار دیں گے۔ پھر ان کی اہلیہ بیان کرتی ہیں کہ شہید مرحوم اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ نماز کے پابند، باقاعدگی سے نوافل ادا کرنے والے، باجماعت نماز ادا کرنے والے، اسی طرح مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ اپنی اہلیہ کا چندہ بھی اس سال خود ادا کیا اور دورے پر جانے سے پہلے اپنا چندہ بھی مکمل ادا کر کے دورے پر گئے تھے۔ دعوتِ الی اللہ کا شوق آپ کو اپنے دادا کی طرف سے ورثہ میں ملا تھا۔ سفر کے دوران میں بھی، چاہے چند دن کے لئے جاتے ہوں، جماعتی لٹریچر ہمراہ رکھتے تھے اور تقسیم کرتے اور فعال تبلیغ کرتے تھے۔ اور اسی تبلیغ کی وجہ سے یقیناً وہاں دشمنی بھی پیدا ہوئی ہو گی۔ بازار میں ان کا تعارف ایک احمدی کی حیثیت سے تھا اور جب یہ تعارف ہو گیا تو اس بہانے پھر آپ لوگوں کو لٹریچر وغیرہ بھی دیتے تھے۔ انتہائی ملنسار اور محبت کرنے والے اور صفائی پسند انسان تھے۔ خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ ضرورتمندوں کو مفت ادویات دیا کرتے تھے۔ خلافت سے بے انتہا تعلق تھا۔ اسی طرح قرآنِ کریم سے بھی آپ کو خاص عشق تھا۔ ان کی اہلیہ مزید بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے مکرم مقصود احمد صاحب کو کہا کہ کیا ہم بھی شہداء کی فیملی میں شمار ہو سکتے ہیں؟ تو جواباً آپ نے کہا کہ کیوں نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ منتخب کر لے تو ہم بھی شامل ہو سکتے ہیں۔ پیچھے ان کی اہلیہ امۃ الرشید شوکت صاحبہ ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ بیٹے ان کے یہیں مانچسٹر میں رہتے ہیں اور غیر شادی شدہ ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک شادی شدہ امریکہ میں ہے اور ایک وہیں ربوہ میں ہیں اور ہمارے ایک سکول میں ٹیچر ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان سب لواحقین کو صبر عطا فرمائے۔ دشمنوں کی پکڑ کے جلد سامان فرمائے۔

ایک دوسرا جنازہ جو ابھی جمعہ کی نماز کے بعد پڑھاؤں گا ہاجرہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مستری محمد حسین صاحب درویش مرحوم قادیان کا ہے۔

یہ چار پانچ مارچ کی درمیانی رات کو اناسی (79) سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔ آپ مکرم منشی عبدالرحیم صاحب فانی آف امروہہ کی بیٹی تھیں جو قادیان میں رہائش کی خاطر ہجرت کر کے 1950ء میں قادیان آ گئے تھے۔ مرحومہ کی شادی 1951ء میں ہوئی اور آپ نے اپنے شوہر کے ساتھ عرصہ درویشی نہایت صبر و شکر کے ساتھ گزارا۔ ان کے دس بچے تھے اور کثیر العیال ہونے کے باوجود انہوں نے پانچ بیٹوں اور پانچ بیٹیوں کی بڑی اچھی رنگ میں پرورش کی۔ سب بچے شادی شدہ اور عیالدار ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں ان کی تدفین عمل میں آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ان کے لواحقین کو بھی صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

بقیہ: جماعت احمدیہ کا آغاز، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی، دیگر مسلمانوں کے مقابل پر جماعت احمدیہ کے مخصوص عقائد اور احمدیت کی غرض وغایت از صفحہ نمبر 2

حضرت مسیح موعودؑ نے ان فرقوں کے متعلق بھی اپنی تصنیفات میں متعدد جگہ تبصرہ فرمایا ہے خلاصہ جس کا یہ ہے کہ اپ نے شیعہ اصحاب کو اس بات میں سخت غلطی پر قرار دیا کہ انہوں نے خلافت راشدہ سے انکار کر کے اور صحابہ کی پاک جماعت پر طعن کی زبان کھول کر اسلام میں ایک سخت رخنہ پیدا کر دیا ہے اور کئی باتوں میں سنت نبوی سے منحرف ہو کر گویا ایک نئی عمارت کھڑی کر دی ہے۔ اہل سنت کے تین مشہور فرقوں میں سے آپ ہر اک میں کئی جہت سے خوبیاں تسلیم فرماتے تھے مگر فرماتے تھے کہ ان میں سے ہر اک فرقہ بعض پہلوؤں سے جادہ صواب سے منحرف ہو گیا ہے۔ مثلاً اہل فقہ نے تقلید میں ایسا اندھا دھند طریق اختیار کر لیا ہے کہ وہ اپنے مقررہ امام کے قول کے خلاف قرآن و حدیث تک کا کوئی استدلال سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اور اہل حدیث نے یہ غلطی کی ہے کہ اجتہاد کے دروازے کو بالکل ہی وسیع کر دیا ہے اور جو واجبی وزن علماء اور ائمہ کے اقوال کو ہونا چاہئے اس سے بھی انہیں محروم کر دیا ہے۔ بلکہ بعض صورتوں میں ائمہ کرام کی ہتک کا طریق اختیار کیا ہے اور اہل تصوف کے متعلق فرماتے تھے کہ یہ آہستہ آہستہ شریعت کے ظاہر سے ہٹ کر بعض بدعتوں میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے حضرت مسیح موعودؑ ان جملہ فرقوں کی بہت سی خوبیوں کو تسلیم فرماتے تھے اور شیعہ اور سنی ہر دو فرقوں کے بزرگوں کو بڑی عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

جماعت احمدیہ کی عملی اصلاح

یہ وہ عقائد ہیں جن پر حضرت مسیح موعودؑ نے خدا سے حکم پا کر سلسلہ احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ ان کے علاوہ بعض اور عقائد بھی ایسے ہیں جن میں جماعت احمدیہ اور دوسرے مسلمانوں کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے مگر زیادہ اہم اور زیادہ معروف عقائد یہی ہیں جو ہم نے اوپر بیان کر دیئے ہیں۔ اگر احمدیت کے ان مخصوص عقائد کو اسلام کی مشترک اور مسلّم تعلیم کے ساتھ ملا کر دیکھا جاوے تو جماعت احمدیہ کے اصولی عقائد کا ایک اجمالی نقشہ مکمل ہو جاتا ہے......۔

......مگر کوئی مذہبی سلسلہ صرف عقائد کی اصلاح تک اپنے کام کو محدود نہیں رکھ سکتا کیونکہ مذہب کی بڑی غرض و غایت اعمال کی اصلاح ہے اور دنیا میں کوئی قوم کامل ترقی حاصل نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ عقائد کے ساتھ ساتھ اعمال کی بھی اصلاح نہ کرے اور الحمدللہ کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم اور روحانی تاثیر کے نتیجہ میں جماعت احمدیہ نے اس میدان میں بھی غیر معمولی نمونہ پیش کیا ہے۔

مَیں یہ نہیں کہتا کہ ہم میں کوئی شخص بھی کمزور نہیں۔ بے شک ہم میں بعض لوگ کمزور ہیں لیکن بعض کا کمزور ہونا جماعت کی مجموعی حیثیت کو گرا نہیں سکتا۔ ایک اعلیٰ سے اعلیٰ مدرسہ کی اچھی سے اچھی کلاس میں بھی سب طالب علم ایک سے نہیں ہوتے۔ پس دیکھنا یہ چاہئے کہ بحیثیت مجموعی کسی جماعت کا کیا حال ہے اور یقیناً اس معیار کے مطابق جماعت احمدیہ کا مقام دوسری تمام جماعتوں سے نمایاں طور پر بلند و بالا ہے۔ عبادات میں، معاملات میں، قربانی میں، تبلیغی جوش میں جماعت احمدیہ نے ایک حیرت انگیز ترقی کی ہے جس کی مثال اس زمانہ میں کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتی۔

عبادات میں یہ حال ہے کہ وہ لوگ جو پہلے کبھی فرض نماز تک کے قریب نہیں جاتے تھے اب وہ ایسے نمازی بن گئے ہیں کہ اگر ان سے کبھی تہجد کی نفلی نماز بھی رہ جاوے تو گھنٹوں ان کے دل پر غم کا بوجھ رہتا ہے۔ جو لوگ رمضان کے مبارک مہینہ میں ایک روزہ بھی نہیں رکھتے تھے اب وہ رمضان کے علاوہ بھی سال میں کئی کئی دن نفلی روزے رکھتے ہیں اور پھر بھی ان کی طبیعت سیر نہیں ہوتی۔ اسی طرح دوسری عبادتوں کا حال ہے۔

معاملات میں بھی ایک غیر معمولی تغیر نظر آتا ہے۔ جو لوگ کئی کئی قسم کی کمزوریوں میں مبتلا تھے اور انصاف کا خون کرنا اور دوسروں کے حقوق غصب کرنا ان کا شیوہ تھا اب وہ بالکل ہی نئے انسان بن گئے ہیں اور وفاداری اور انصاف اور دیانت ان کا امتیازی نشان ہے۔ ہزاروں لوگ جو احمدیت سے پہلے طرح طرح کی کمزوریوں کا شکار تھے اب وہ عملاً ولیوں کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ ان معاملات میں نام لے کر مثالیں دینا اچھا نہیں ہوتا مگر ناظرین کو اس بات کا اندازہ کرانے کے لئے کہ احمدیت نے کیا تغیر پیدا کیا ہے میں اس جگہ دو مثالیں بغیر نام لینے کے بیان کرتا ہوں۔

ایک صاحب ضلع سیالکوٹ پنجاب کے رہنے والے ہیں وہ سرکاری ملازمت میں تھے اور احمدیت سے پہلے انہوں نے حسب دستور زمانہ لوگوں سے بے دریغ رشوت لی۔ مگر جب خدا نے انہیں احمدیت سے مشرف کیا تو انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے ماتحت اس کمزوری کو نہ صرف یکدم ترک کر دیا بلکہ جن جن لوگوں سے رشوت لی تھی ان سب کے گھروں پر جا جا کر ان سے معافی مانگی اور رشوت کا سارا روپیہ واپس کیا اور جب اپنی پونجی ختم ہو گئی تو جدّی جائیداد فروخت کر کے حساب بے باق کیا۔ ایک اور صاحب ضلع گجرات کے تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں۔ یہ صاحب احمدیت سے پہلے اپنے علاقہ کے مشہور ڈاکو اور رہزن تھے اور جتھوں میں ہو کر نہایت دلیرانہ وارداتیں کیا کرتے تھے لیکن احمدیت کے بعد ان میں ایسا تغیر آیا کہ میں نے خود انہیں ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ ان کی زبان پر اکثر خدا اور اس کے رسول کا ذکر رہتا تھا اور اپنا اکثر وقت عبادت اور خدمت دین میں گزارتے تھے۔

مالی قربانی کا یہ حال ہے کہ جن لوگوں کو احمدیت میں داخل ہونے سے پہلے خدا کی راہ میں ایک پیسہ تک خرچ کرنا دُوبھر تھا اب وہ اس رستہ میں پانی کی طرح روپیہ بہاتے ہیں اور اس قربانی میں انہیں دلی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ جماعت کے اکثر افراد پابندی کے ساتھ اپنی کُل آمد کا دسواں حصہ خدا کے رستے میں دیتے ہیں اور بہت ہیں جو پانچواں یا تیسرا حصہ دیتے ہیں اور بعض یقیناً اس سے بھی زیادہ دیتے ہیں۔ یہ باتیں محض قیاسی نہیں بلکہ جماعت کے چندوں کے رجسٹرات سے ان کا ثبوت مل سکتا ہے اور میں یہ بات خوش عقیدگی سے نہیں کہتا بلکہ ذاتی علم کی بنا پر ایک حقیقت بیان کرتا ہوں کہ جماعت کا کثیر حصہ ایسا ہے جس کے لئے وہ مال جو وہ دین کے رستے میں خرچ کرتا ہے اس مال سے بہت زیادہ خوشی کا موجب ہوتا ہے جو وہ اپنے لئے رکھتا ہے۔

یہی حال جان کی قربانی کا ہے۔ جماعت احمدیہ کا ہر مخلص فرد دین کی خاطر اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہے اور اس وقت کے لئے بے تاب ہے جب اسے دین کے رستے میں خدا کی آواز پر لبیک کہنا پڑے۔ ہندوستان میں تو ملکی حالات کی وجہ سے ایسے موقعے نہیں پیش آئے لیکن بعض بیرونی حکومتوں میں کئی احمدی اپنے عقائد کی وجہ سے جان سے مار دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اس قربانی کو خوشی کے ساتھ قبول کیا۔ کابل کی حکومت میں جماعت کے دو معزز افراد کو احمدیت کی وجہ سے زمین میں کمر تک دفن کر کے اوپر سے پتھر برسائے گئے مگر انہوں نے خدا کی حمد کے گیت گاتے ہوئے جان دی اور ایک سیکنڈ کے لئے بھی لغزش نہیں کھائی۔

تبلیغی جوش کا یہ عالم ہے کہ ہر مخلص احمدی ایک پُر جوش مبلغ ہے اور تبلیغ کو اپنا ایک مقدس فرض سمجھتا ہے۔ عالم ہے تو وہ مبلغ ہے۔ اَن پڑھ ہے تو وہ مبلغ ہے۔ بچہ ہے تو وہ مبلغ ہے۔ بوڑھا ہے تو وہ مبلغ ہے۔ مرد ہے تو وہ مبلغ ہے۔ عورت ہے تو وہ مبلغ ہے۔ غرض ہر مخلص احمدی اپنی سمجھ اور بساط کے مطابق اس پیغام حق کو پھیلانے میں مصروف ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ دنیا تک پہنچا ہے۔ اور یہ تبلیغی جدوجہد ان کثیر التعداد منظّم مشنوں کے علاوہ ہے جو جماعت احمدیہ کی زیر نگرانی دنیا کے مختلف حصوں میں قائم ہیں۔ یقیناً یہ نقشہ ایک عظیم الشان عملی تبدیلی کا ثبوت ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی تاثیر نے جماعت احمدیہ میں پیدا کی ہے اور اگر حضرت مسیحؑ ناصری کا یہ قول درست ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو لاریب حضرت مسیح موعودؑ کے شیریں پھل نے بتا دیا ہے کہ یہ درخت بندوں کا نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"مَیں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں اور باتیں سننے کے وقت اس قدر روتے ہیں کہ ان کے گریبان تر ہو جاتے ہیں۔ میں اپنے ہزارہا بیعت کنندوں میں اس قدر تبدیلی دیکھتا ہوں کہ موسیٰ نبی کے پیروان سے جو ان کی زندگی میں ان پر ایمان لائے تھے ہزارہا درجہ ان کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ان کے چہرہ پر صحابہ کے اعتقاد اور صلاحیت کا نور پاتا ہوں۔ ہاں شاذ و نادر کے طور پر اگر کوئی اپنی فطرتی نقص کی وجہ سے صلاحیت میں کم رہا ہو تو وہ شاذ و نادر میں داخل ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں۔ پھر بھی میں ہمیشہ ان کو اور ترقیات کے لئے ترغیب دیتا ہوں اور ان کی نیکیاں ان کو نہیں سناتا مگر دل میں خوش ہوں۔"

(منقول از روزنامہ الفضل قادیان۔ مورخہ 12/ اپریل 1915ء۔ خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان مرتد)

یہ ایک حسن ظنی اور خود بینی کی رائے نہیں تھی جو ایک امام نے اپنی جماعت کے لئے خود قائم کر لی ہو بلکہ غیر لوگ اور دشمن تک جماعت احمدیہ کی اس تبدیلی کو تسلیم کرتے ہیں۔ چنانچہ مسٹر محمد اسلم جرنلسٹ لکھتے ہیں:۔

"اس جماعت کے اکثر افراد بمقابلہ باقی اسلامی فرقوں کے زہد و تقویٰ میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور ان میں اسلام کی محبت کا جوش ایک صادقانہ پہلو لئے ہوئے ہے۔........قرآن مجید کے متعلق جس قدر صادقانہ محبت اس جماعت میں مَیں نے دیکھی، کہیں نہیں دیکھی .... جو کچھ مَیں نے احمدی قادیان میں جا کر دیکھا وہ خالص اور بے ریا توحید پرستی تھی۔" (بدر 13/ مارچ 1913ء صفحہ 7 تا 9)

مسٹر فریڈرک جرمن سیاح لکھتے ہیں:۔

"قادیان دہلی اور آگرہ کی طرح شاندار عمارات کا مجموعہ نہیں لیکن ایک ایسی جگہ ہے جس کے روحانی خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ یہاں ہر دن جو گزارا جائے انسان کی روحانیت میں اضافہ کرتا ہے .... مَیں نے ایشیا میں ایک لمبا سفر کیا ہے اور بہت مقامات دیکھے ہیں۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہیں دوبارہ دیکھنے کی خواہش نہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہیں پھر دیکھنے کو دل چاہتا ہے اور ایسے مقامات میں قادیان کا نمبر سب سے اوّل ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز مئی 1932ء)

پادری ایچ کریمر امریکن مشنری لکھتے ہیں:۔

"مسلمانوں میں صرف یہی جماعت ہے جسکا واحد مقصد تبلیغ اسلام ہے۔ اگرچہ ان کی طرز تبلیغ میں کسی قدر سختی پائی جاتی ہے تاہم ان لوگوں میں قربانی کی روح اور تبلیغ اسلام کا جوش اور اسلام کے لئے سچی محبت کو دیکھ کر دل سے بے اختیار تعریف نکلتی ہے...... میں جب قادیان گیا تو میں نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ اسلامی جوش میں اور اسلام کی آئندہ کامیابی کی امیدوں سے سرشار ہیں۔"

(مسلم ورلڈ۔ اپریل 1931ء)

مشہور عالم پادری زویمر نے جب قادیان کو دیکھا تو اس کے اداروں کا معائنہ کر کے یہ رائے ظاہر کی کہ:۔

"یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو غیر ممکن کو ممکن ثابت کرنے کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ راسخ الاعتقادی کا یہ عالم ہے کہ وہ پہاڑوں کو جنبش دینے والی ہے۔" (چرچ مشنری ریویو۔ لندن)

اخبار تیج دہلی میں ایک جوشیلے آریہ سماجی نے لکھا:۔

"تمام دنیا کے مسلمانوں میں سب سے زیادہ ٹھوس اور مسلسل تبلیغی کام کرنے والی طاقت صرف احمدیہ جماعت ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم سب سے زیادہ اسی کی طرف سے غافل ہیں .... بلا مبالغہ احمدیہ تحریک ایک خوفناک آتش فشاں پہاڑ ہے جو بظاہر اتنا خوفناک معلوم نہیں ہوتا مگر اس کے اندر ایک تباہ کن اور سیال آگ کھول رہی ہے جس سے بچنے کی کوشش نہ کی گئی تو کسی وقت موقعہ پا کر ہمیں بالکل جھلس دے گی۔"

(اخبار تیج۔ 25/ جولائی 1927ء)

احمدیت کی غرض وغایت

جماعت احمدیہ کے عقائد بیان کرنے کے بعد ہم احمدیت کی غرض و غایت کے متعلق ایک مختصر نوٹ ہدیۂ ناظرین کرنا چاہتے ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں یہ بتایا جا چکا ہے کہ احمدیت کی بنیادی غرض وغایت اسلام کی تجدید اور اسلام کی خدمت اور اسلام کی اشاعت ہے مگر موجودہ باب میں احمدیت کی غرض و غایت سے ہماری مراد یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ کن خیالات کی اشاعت چاہتا ہے اور کس طریق کو قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے بلکہ اس جگہ احمدیت کی غرض و غایت سے اس کا منتہیٰ اور مقصد اور اس مقصد کے حصول کا طریق مراد ہے۔

سو اس تعلق میں سب سے پہلے یہ جاننا چاہئے کہ احمدیت کسی سوسائٹی کا نام نہیں ہے جو ایک اصلاحی پروگرام کے ماتحت قائم کی گئی ہو اور نہ ہی وہ دنیا کے نظاموں میں سے ایک نظام ہے جس کا مقصد کسی خاص سکیم کا اجرا ہو بلکہ وہ ایک خالصۃً الٰہی تحریک ہے جو اسی طریق اور اسی منہاج پر قائم کی گئی ہے جس طرح قدیم سے الٰہی سلسلے قائم ہوتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب دنیا کے لوگ اپنے خالق و مالک کو بھلا کر اور اپنی پیدائش کی غرض وغایت کی طرف سے آنکھیں بند کر کے دنیا کی باتوں میں منہمک ہو جاتے ہیں اور قرب الٰہی کی برکات سے محروم ہو کر اس اخلاقی اور روحانی مقام سے نیچے گر جاتے ہیں جس پر خدا انہیں قائم رکھنا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے کسی پاک بندے کو مبعوث کر کے انہیں پھر اپنی طرف اٹھاتا ہے اور ان کے اخلاق اور ان کے تہذیب و تمدن کو ایک نئے قالب میں ڈھال کر ایک جدید نظام کی بنیاد قائم کر دیتا ہے۔ یہ اسی قسم کا انقلاب ہوتا ہے جس طرح کہ حضرت موسیٰؑ کے وقت میں

آیایا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رونما ہوا کہ خدا نے ان مقدس نبیوں کے ذریعہ ایک بیج بوکر بالآخر اسی بیج کے نتیجہ میں دنیا کی کایا پلٹ دی۔ پس حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت بھی کسی اصلاحی سوسائٹی کے قیام کی صورت میں نہیں ہے اور نہ ہی وہ ایک وقتی دنیوی نظام کا رنگ رکھتی ہے بلکہ وہ ایک جدید اور مستقل الٰہی نظام کی داغ بیل ہے جس کے لئے یہ مقدر ہے کہ وہ آہستہ آہستہ سارے نظاموں کو مغلوب کر کے دنیا کو ایک نئی صورت میں ڈھال دے گا۔

یہ نظام ملکی اور قومی حدود میں مقید نہیں (کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت اپنے مخدوم نبی کی طرح ساری دنیا کے لئے تھی) بلکہ تمام ملکوں اور سب قوموں اور سارے زمانوں کے لئے وسیع ہے اور جو انقلاب احمدیت کے پیش نظر ہے وہ دو پہلو رکھتا ہے۔ اوّل خدا تعالیٰ کے ساتھ بندوں کے تعلق کو ایک نئی بنیاد پر قائم کر دینا جس میں خدا تعالیٰ کا وجود ایک خیالی فلسفہ نہ ہو بلکہ ایک زندہ حقیقت کی صورت اختیار کر لے اور انسان کا اپنے خالق و مالک کے ساتھ سچ مچ پیوند ہو جاوے۔ دوسرے بندوں بندوں کا باہمی تعلق بھی ایک نئے قانون کے ماتحت نیا رنگ اختیار کر لے جس میں حقیقی مساوات اور انصاف اور تعاون اور ہمدردی کی روح کا قوام ہو۔ یہ تبدیلی اسلامی تعلیم کے ماتحت اور اسی کے مطابق عمل میں آئے گی مگر اس کا اجرا اسی رنگ میں ہوگا جس طرح کہ تمام الٰہی سلسلوں میں ہوتا چلا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام اس انقلاب کا خوب نقشہ کھینچتا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے حالت کشف میں دیکھا کہ میرے اندر خدا حلول کر گیا ہے اور میرا کچھ باقی نہیں رہا بلکہ سب کچھ خدا کا ہوگیا ہے اور گویا میں خدا بن گیا ہوں اور پھر میری زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے کہ:۔

”ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔“

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 104-105)

اس کشفی الہام سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت اپنے اندر ایک نہایت اہم اور نہایت وسیع غرض وغایت رکھتی ہے اور وہ غرض وغایت یہی ہے کہ دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر اس کی جگہ ایک بالکل نیا نظام قائم کر دیا جاوے۔ اس کشف میں آسمان سے مراد حقوق اللہ ہیں اور زمین سے مراد حقوق العباد ہیں۔ یعنی حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ جو انقلاب مقدر ہے وہ لوگوں کے دین اور دنیا دونوں پر ایک سا اثر انداز ہوگا اور گویا اس جہان کا آسمان بھی بدل جائے گا اور زمین بھی بدل جائے گی۔ اور آسمان اور زمین کے الفاظ میں یہ بھی اشارہ ہے کہ یہ تبدیلی ملکی اور قومی نہیں ہوگی بلکہ جس طرح یہ آسمان اور یہ زمین سارے جہان کے لئے وسیع ہیں اور سب پر حاوی ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ ایک عالمگیر انقلاب پیدا ہوگا جس سے دنیا کا کوئی ملک اور دنیا کی کوئی قوم باہر نہیں رہے گی۔ یہ ایک بہت بڑا دعویٰ ہے اور اس وقت اندھی دنیا ہمارے اس دعویٰ پر ہنستی ہے اور ایک زمانہ تک ہنستی رہے گی مگر مستقبل بتا دے گا کہ خدا کے فضل سے یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

”میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 67۔ حاشیہ)

الغرض حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض و غایت اور منتہیٰ یہ ہے کہ تجدید اسلام اور اشاعت اسلام کے کام کو اس رنگ میں مکمل کیا جاوے کہ دنیا میں ایک انقلاب پیدا ہو جاوے اور دنیا کے موجودہ نظام کو توڑ کر اور موجودہ تہذیب وتمدن کے نام ونشان کو مٹا کر صحیح اسلامی نظام اور صحیح اسلامی تہذیب کو قائم کیا جاوے تا کہ یہ دنیا جو اب مردہ روحانیت اور گندی تہذیب کی وجہ سے رہنے کے قابل نہیں رہی وہ ایک نئی زمین اور نئے آسمان کے نیچے آکر پھر بہشت کا نمونہ بن جاوے۔ دنیا اس دعویٰ پر بے شک جتنی چاہے ہنسی اڑائے اور اس کے رستہ میں جتنی چاہے روکیں ڈالے مگر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

قضائے آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

یعنی یہ ایک خدائی تقدیر ہے جو ہر حال میں ہو کر رہے گی۔

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 283 تا 298۔ اشاعت 2008ء قادیان)

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں
از صفحہ نمبر 16

میں مقیم تمام احمدیوں کے نام، ایڈریس اور افراد خانہ کی تعداد کی فہرست مہیا کریں نیز مسجد کی ملکیت کا سرکاری کاغذات سے ثبوت فراہم کریں۔ کتنا معصوم مطالبہ ہے ایس ایچ او کا!!

نیز اس ایس ایچ او نے احمدیوں کو حکم دیا کہ وہ بیان حلفی داخل کریں کہ ان کی مسجد کے اردگرد آباد اہلیان محلّہ کو احمدیہ مسجد پر کوئی اعتراض نہیں ہے نیز ربوہ سے کوئی بھی احمدی آکر چنیوٹ کی مسجد میں نماز نہیں ادا کرتا ہے۔

لیکن پاکستان میں پولیس یا کوئی بھی سرکاری ادارہ احمدیوں کے علاوہ کسی بھی مسجد کے متعلق ایسا مطالبہ کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اے کاش!! پاکستان بھر کی پولیس صرف مساجد کے بارہ میں کوئی ضابطہ بنا کر اس پر عمل درآمد کروا لے تو آدھی دہشت گردی ختم ہو جائے کیونکہ پاکستان میں مساجد تو دہشت گردوں کے کام آنے والی پناہ گاہیں بن چکی ہیں۔

ایک طرف احمدیوں پر حملے کرنے والے دہشتگردوں کو مساجد میں پناہ مل جاتی ہے اور دوسری طرف احمدیوں سے مذکورہ بالا این او سی اور بیان حلفی والا معصوم مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ خدا جانے ایسے مواقع پر دستور پاکستان کی شان اور اس ماتھے کا جھومر کہلانے والی شق کہاں غائب ہو جاتی ہے جس کے مطابق پاکستان کے تمام شہری برابر حقوق کے حامل ہیں۔

اگلے دن، ایک سرکاری ملازم بغرض تحقیق احمدیہ مسجد آیا جو بظاہر نظر ایک معقول اور دانشمند انسان معلوم پڑتا تھا اس نے مسجد کے قرب وجوار سے پانچ غیر احمدیوں کے بیانات حاصل کئے جن کے مطابق انہیں احمدیوں کی مسجد سے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

بعد ازاں پولیس نے احمدیہ وفد کو طلب کیا اور درج ذیل بیان دس احمدیوں سے الگ الگ کاغذ پر لیا:

”...........ابن ....قوم...........سکنہ...........
چنیوٹ کا بیان ہے کہ احمدیہ بیت الذکر راجیوالی گزشتہ ایک سو سال سے احمدیوں کی ملکیت ہے۔ ہم کسی غیر کے خلاف کوئی جلسہ نہیں کرتے ہیں اور نہ ہم یہاں کسی قابل اعتراض کارروائی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ مَیں نے یہ بیان سن لیا ہے اور مجھے اس سے اتفاق ہے۔

دستخط بمع تاریخ...........“

نیز احمدیوں کو طرف سے ملکیت کے کاغذات بھی فراہم کر دیئے گئے ہیں۔ یہ تازہ صورت حال ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ تمام فسادی آئندہ بھی ناکامیاں ہی دیکھیں۔

پولیس اور مولوی بھائی بھائی

ٹاؤن شپ لاہور، 2 جنوری: ایک مقامی احمدی مکرم رانا ممتاز احمد صاحب کو ایس ایچ او کا فون آیا کہ مولویوں نے تمہارے اور رانا عبدالرشید کے خلاف درخواست جمع کروائی ہے۔ اس فون کے ختم ہونے کے صرف دس منٹ بعد کوئی پچاس آدمی ایک پولیس والے کے ساتھ رانا صاحب کے گھر کے باہر جمع ہو گئے۔ ان وارد ہونے والوں کے حلیے مولویوں جیسے تھے۔ ایک لڑکے نے سیڑھی سے چھت پر چڑھ کر ”ماشاء اللہ“ کی تختی توڑنی شروع کر دی۔ مکرم رانا ممتاز صاحب نے فون کر کے ایس ایچ او کو ساری صورت حال بتائی جس پر ان حملہ آوروں کو ایس ایچ او نے واپس بلا لیا۔ محلّہ کے دوسرے لوگوں نے اس کھلم کھلا غنڈہ گردی کی مذمت اور احمدی کی حمایت کا اظہار کیا۔ بعد ازاں ایس ایچ او نے رانا ممتاز صاحب کو فون پر بتایا کہ عائشہ اکیڈمی مسجد مسلم ٹاؤن اور ٹاؤن شپ کے مولویوں نے تم لوگوں کے خلاف درخواست جمع کروائی ہے کہ ان کے گھروں پر کلمہ، بسم اللہ اور ماشاء اللہ لکھا ہوا ہے۔ ان مولویوں نے احمدیوں کے گھروں کی تصاویر اور امتناع قادیانیت آرڈیننس کی نقول بھی پولیس کو جمع کروائی ہیں۔ اور ایس ایچ او نے کہا کہ صبح سورج طلوع ہونے سے پہلے پہلے یہ ٹائلیں خود ہی اتار دو۔

یہاں یہ ذکر خالی از فائدہ نہ ہوگا کہ کوئی قانون اور آرڈیننس احمدیوں کو بسم اللہ اور ماشاء اللہ جیسے فقرے کہنے سے نہیں روکتا ہے۔

بعد ازاں ایس ایچ او موقع پر آیا۔ مکرم رانا ممتاز صاحب نے اسے بتایا کہ یہ ٹائلیں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء سے قبل 1983ء میں نصب کی گئی تھیں لہٰذا وہ انہیں نہیں ہٹائیں گے اور نہ کسی غیر سرکاری ایرے غیرے شخص کو ایسا کرنے دیں گے۔

ایس ایچ او نے اپنے حکام بالا سے رابطہ کیا۔ ڈی ایس پی موقع پر پہنچا۔ رات ساڑھے گیارہ بجے ایس ایچ او کے حکم پر ایک مستری نے ہتھوڑا مار کر اسلامی تحریرات والی ٹائلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جبکہ پولیس کی بھاری نفری موقع پر موجود رہی۔

کیا پاکستان میں سرکاری مشینری احمدیوں کے خلاف دست اندازی اور زیادتی کی مرتکب ہوتی ہے؟ ہاں یا نہیں؟

پاکستان میں حکومت کس کی ہے؟؟

کراچی: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتری کاغذ پر درج ذیل تحریر روزنامہ جنگ کراچی کے یکم دسمبر 2011ء کے انٹرنیٹ ایڈیشن کے حوالہ سے پیش ہے۔

”عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت۔ جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ 74400۔ فون: 021-2780337 فیکس: 021-27800340

تصدیق کی جاتی ہے کہ ہم نے ”ڈی جی کام ٹریڈنگ پرائیویٹ لمیٹڈ“ (جو عرصہ دراز سے پاکستان میں Q موبائل کا کاروبار کر رہے ہیں) کے مالکان سے ملاقات کر کے ان کے عقائد کی تحقیق کی ہے، جس پر ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس کے مالکان الحمدللہ! مسلمان ہیں اور کامل یقین رکھتے ہیں کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی مدعی نبوت کو جھوٹا، کذاب ملعون اور کافر سمجھتے ہیں۔ ہم یہ تصدیق کرتے ہیں کہ ان کا قادیانی فرقے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(دستخط) محمد اعجاز مصطفیٰ۔ امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی۔ (مہر کا نشان)

ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک بھی اسی ادارے سے شائع کیا جاتا ہے۔“

احمدیوں کے خلاف شریر پروپیگنڈا

لاریکس کالونی، لاہور، 8 جنوری: کسی شریر نے غازی آباد قبرستان میں ایک پیر کی قبر کے کتبہ پر درج کلمہ کی بے حرمتی کی اور چند اور نام ساتھ شامل کر کے لکھ دیئے۔ ان پیر صاحب کو احمدیوں سے ہمدردی تھی نیز ان کے بعض احمدیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات بھی تھے۔

کلمہ کی تحریر میں اس تبدیلی پر شریر طبع لوگ خم ٹھونک کر کھڑے ہوئے اور سارا الزام احمدیوں کے سر تھوپنا شروع کر دیا۔ تقریباً 300 آدمی بس اڈے پر جمع ہو کر احمدیوں کے خلاف نعرے بازی کرنا شروع ہو گئے۔

نسیم اللہ نامی، جماعت اسلامی کا مقامی صدر اس فتنہ فساد کا سرغنہ ہے اور لوگوں کو احمدیوں کے خلاف بھڑکاتا پھرتا ہے نیز ایک ٹی وی چینل، پاور پلس سے ان جاہلانہ سرگرمیوں میں خوب مدد حاصل کی جا رہی ہے۔

(باقی آئندہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(چوھدری رشید الدین ۔ کینیڈا)

اکتوبر 1957ء کی یہ ایک خوشگوار سہ پہر تھی کہ شاہد کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد جامعۃ المبشرین سے فارغ ہونے والے ہم چند طالبعلم نظارت اصلاح وارشاد میں آ کر حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (ایڈیشنل ناظر) کی خدمت میں برائے رپورٹ حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ ہم سب سے مصافحہ کیا اور بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ پھر بخاری شریف منگوائی اور ہمیں باری باری ایک حدیث پڑھنے اور اس کا ترجمہ سنانے کا حکم ہوا۔ مختصر گفتگو اور تعارف حاصل کرنے کے بعد آپ نے باقی احباب کو تو مختلف نظارتوں میں بھجوا دیا تا کہ وہ میدان عمل میں جانے سے قبل صدر انجمن احمدیہ کی نظارتوں کے نظام، کام اور طریق کار سے واقفیت حاصل کر لیں۔ خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ کل سے آپ دفتر میں آ کر میرے ساتھ کام کیا کریں۔ اس طرح ہمیں قریباً ایک سال تک حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عالی مرتبہ، رحمت الٰہی سے معطر فرزند نیک اختر کے قریب رہ کر آپ کی شفقت اور احسان کا مورد بننے کا موقع نصیب ہوگیا۔ اس عرصہ میں آپ کی طرف سے لطف و احسان کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آپ کے حین حیات خاکسار کی پہلے کراچی میں اور پھر کوئٹہ میں تقرری کے دوران بھی جاری رہا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزا۔

دفتر میں آپ کے کام کا طریق کار یہ تھا کہ صبح وقت پر تشریف لا کر ڈاک وغیرہ ملاحظہ فرماتے اور حسب ضرورت احکام صادر فرماتے۔ جو چٹھیاں جواباً لکھوانی ہوتیں وہ مجھے املا کرواتے۔ اس دوران میں آنے والے احباب کو شرف ملاقات بھی بخشتے۔ جب اس دن کا پیش کردہ کام ختم ہو جاتا تو مجھے ارشاد ہوتا کہ اخبار پاکستان ٹائمز اور کتاب (پہلے سے معین شدہ) لے کر آپ کے ساتھ چلوں۔ ہم گولبازار سے گزر کر ریلوے لائن کے ساتھ چلتے چلتے دریائے چناب کے قریب پہنچ جاتے۔ چلنے کے دوران میں آپ اخبار یا کتاب مسلسل سنتے جاتے۔ پھر عام طور پر اسی راستہ سے واپس دفتر آ جاتے۔ تاہم کبھی کبھی آپ محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب سے ملاقات کے لئے محلّہ دارالیمن کا رستہ اختیار فرماتے۔ ان کے مکان پر دس پندرہ منٹ ٹھہر کر سرگودھا روڈ پر چلتے ہوئے دفتر میں تشریف لے آتے۔ یا اگر زیادہ دیر ہوگئی ہوتی تو سیدھے گھر کو چلے جاتے۔

دفتر میں آپ لمبا وقت بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ اس کا موجب آپ کی تکلیف دہ بیماری تھی۔ آپ کو اعصابی دردوں وغیرہ کا عارضہ تھا جو بے چین کئے رکھتا۔ جن دنوں ان کا دورہ تیز ہوتا وہ دن بڑے کرب اور دکھ میں گزرتے۔ آپ کی عمر کے آخری بیس اکیس سال اسی طرح تکلیف میں بسر ہوئے۔ وفات سے تین سال قبل دل کا عارضہ بھی لاحق ہو گیا۔ ان تکلیفوں کے باوجود آپ کے چہرہ پر دلفریب مسکراہٹ ہمیشہ قائم رہتی اور ملاقات کرنے والوں کو آپ کی طبیعت ہشاش بشاش محسوس ہوتی۔ آپ اپنے دکھ اور آزار کا اظہار نہ ہونے دیتے۔ اس تکلیف میں چلنے پھرنے سے افاقہ ہوتا اس لئے آپ خاصہ وقت چلتے ہوئے گزارتے۔ تاہم دفتر کا کام ہر روز پورا کرتے۔ اگر کوئی معاملہ یا فائل لمبی ہوتی تو وہ بھی چلتے ہوئے یا گھر پہنچ کر سن لیتے۔ دفتر یا سیر سے فارغ ہو کر اپنے گھر تک مجھے ساتھ لے جاتے۔ آپ کی رہائش اس مکان میں تھی جس میں اب محترم میر مسعود احمد صاحب کے اہل وعیال رہتے ہیں۔ ان دنوں یہ ایک سادہ سا مکان تھا۔ برآمدہ میں ایک کھرّی سی چارپائی اور ایک کرسی (لکڑی کی سیٹ والی) پڑی ہوتی تھی۔ جب ہم وہاں پہنچتے تو آپ نڈھال اور تھکے ہوئے شخص کی طرح اس چارپائی پر لیٹ جاتے۔ اگر تکیہ موجود نہ ہوتا تو اندر سے طلب نہ فرماتے بلکہ اپنا بازو سر کے نیچے رکھ لیتے۔ مَیں کرسی پر بیٹھ جاتا اور حسب ارشاد کوئی کتاب، اخبار یا فائل سنانی شروع کر دیتا۔ آخر کچھ دیر بعد پنجابی زبان میں شفقت بھرے انداز سے فرماتے ”توں ہن جا“ اور خاکسار حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے اس دلارے فرزند اور درویش صفت بادشاہ کو اپنے جسم ناتواں میں کئی قسم کے درد و کرب سمیٹے (پٹھے کی) اس کھردری چارپائی پر محو استراحت چھوڑ کر رنجور دل کے ساتھ اپنے گھر کو روانہ ہو جاتا۔

مبشر اولاد

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبشر اولاد اور ان پانچ تن میں سے تھے جنہیں حضور نے اپنے خاندان کی بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

میری اولاد سب تیری عطا ہے
ہر اک تیری بشارت سے ہوا ہے
یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہے
یہی ہیں پنج تن جن پر بنا ہے
یہ تیرا فضل ہے اے میرے ہادی
فَسُبْحَانَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں آپ کا مبارک تذکرہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1894ء میں مولوی عبدالحق غزنوی کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے اپنی نصرت اور تائید کے طور پر بشارت دی کہ آپ کو ایک فرزند عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا:

”ہمیں خدا تعالیٰ نے عبدالحق کی یاوہ گوئی کے جواب میں بشارت دی تھی کہ تجھے ایک لڑکا دیا جائے گا جیسا کہ ہم اسی رسالہ ”انوار الاسلام“ میں اس بشارت کو شائع بھی کر چکے ہیں۔ سو الحمد للہ و المنة کہ اس الہام کے مطابق 27 ذیقعدہ 1312ھ میں مطابق 24 مئی 1895ء میرے گھر میں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شریف احمد رکھا گیا“۔

(ضیاء الحق ۔ روحانی خزائن جلد 9، صفحہ 323)

پس آپ کا تولد بھی خدا تعالیٰ کا ایک خاص نشان تھا کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کی ایک پیشگوئی پوری ہوئی جو مخالفین کے مقابل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فتح اور صداقت ثابت کرنے کا موجب بنی۔

اس کے علاوہ آپ کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے کئی اور بشارتیں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیں جو اپنے وقت پر پوری ہوئیں۔ آپ کی پیدائش کے موقع پر بھی حضور نے ایک مبشر رؤیا دیکھا۔ حضور فرماتے ہیں:

”جب یہ پیدا ہوا تو اس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا تھا جس پر لکھا تھا ”مُعَمَّرُ اللّٰہ“۔

(تذکرہ ۔ مطبوعہ قادیان، صفحہ 227)

مُعَمَّرُ اللّٰہ کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر پانے والا ۔ گویا اللہ تعالیٰ غیر معمولی حالات میں آپ کو خاص طور پر عمر دے گا۔

اسی طرح ایک اور الہام میں جو 28 مئی 1907ء میں ہوا اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلاف توقع عمر دینے کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”شریف احمد کی نسبت اس کی بیماری کی حالت میں الہامات ہوئے:

1۔ عَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ۔

ترجمہ: اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دے گا۔

یہ الہام اس کی خطرناک بیماری کی حالت میں ہوا۔

2 ۔ اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ

ترجمہ: اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر امیر کرے گا“ (تذکرہ ۔ صفحہ 609)

چنانچہ آپ کی زندگی میں بیماری وغیرہ کے کئی ایسے واقعات پیش آئے کہ بظاہر آخری وقت معلوم ہوتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے آپ کو شفا عطا فرمائی اور عمر کو بڑھا دیا ۔ ایسے ہی ایک واقعہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود ذکر فرمایا ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:

”طاعون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بے ہوش ہو گیا اور بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا ۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے، فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے کہ جو اس نے فرمایا ہے اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ مَیں بیان نہیں کر سکتا۔ قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں، یہ اور ہی بلا ہے۔ تب مَیں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا۔ اسی حالت میں مَیں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی کھلی نشانی ہے اور مَیں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی مَیں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور مَیں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے۔ تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور مَیں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور مَیں چار رکعت پوری کر چکا تھا۔ فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام ونشان نہیں اور ہذیان اور بیتابی اور بیہوشی بالکل دور ہو چکی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔

مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارہ نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا“

(حقیقۃ الوحی ۔ روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 87-88)

پس حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کی صحت بچپن سے ہی کمزور تھی اور آپ کو ایسی بیماریوں سے واسطہ پڑتا رہا جن کی وجہ سے بظاہر حالات یہ توقع نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ چھیاسٹھ سڑسٹھ سال عمر پا جائیں گے۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی تھا جو اپنے وعدہ کے مطابق انہیں بار بار موت کے منہ سے بچاتا رہا اور خلاف توقع عمر دیتا رہا اور آپ کو ستاسٹھ سال کی عمر تک پہنچا دیا۔ یاد رہے کہ الہامات میں لمبی عمر پانے کا کہیں ذکر نہیں صرف غیر معمولی حالات میں امید اور توقع سے بڑھ کر عمر پانے کا ذکر ہے ۔ اور یہ بات بڑی شان سے پوری ہوئی اور خدا تعالیٰ کا ایک زندہ نشان ثابت ہوئی۔

خلاف توقع عمر دینے والے الہام کے ساتھ ہی دوسرا الہام ہے۔ ”اَمَّرَہُ اللّٰہُ عَلٰی خِلَافِ التَّوَقُّعِ“۔ اس کا ترجمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ ”اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر امیر کرے گا۔“ (تذکرہ، صفحہ 609)

حضور کے اس ترجمہ سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غیر معمولی حالات میں اور خلاف توقع حضرت صاحبزادہ کو دولت عطا کرے گا ۔ گویا آپ کی زندگی میں امید سے بڑھ کر یسر اور دولت مندی کے دور بھی آئیں گے ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی یہ بات بھی شان سے پوری ہوئی ۔ جنگ عظیم ثانی کے وقت آپ نے سپلائی کا جو کام کیا اس میں آپ کو بہت فائدہ ہوا اور غیر معمولی طور پر دولت ہاتھ آئی ۔ پھر قادیان میں کارخانہ جاری کرنا اور اس کی امید سے بڑھ کر کامیابی بھی دولت کا ذریعہ بنی۔

صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں ایک اور کشف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”چند سال ہوئے ایک دفعہ ہم نے عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔“ (تذکرہ ۔ صفحہ 405)

کسی کو اپنی جگہ بٹھانے کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ جو کام وہ شخص کر رہا ہے وہ بند نہ ہو جائے بلکہ نیا بیٹھنے والا پہلے شخص کی نیابت اور پیروی میں وہ کام جاری رکھے اور اور اس کے ذریعہ اصل شخص کا فیض لوگوں تک پہنچتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام رشد و ہدایت پھیلانا، تعلیم وتربیت کرنا، دین حق کے غلبہ کے لئے کوشش کرنا اور راستی کا قیام ہی تھے۔ حضور کے اس کشف میں دراصل حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی سیرت کے اس پہلو کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کی زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جاری فرمودہ کاموں کے سرانجام دینے میں گزرے گی ۔ چنانچہ

آپ کی عمر کا اکثر حصہ نظام سلسلہ کے ماتحت نظارت تعلیم وتربیت اور نظارت اصلاح وارشاد کے ناظر کے طور پر کام کرتے ہوئے بسر ہوا۔ پس حضور کا یہ کشف ابتداءً آپ ہی کے ذریعہ باحسن پورا ہوا۔

پھر یہ امر بھی مسلمہ ہے کہ جب کسی شخص کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات پیشگوئی کے رنگ میں بیان کی جاتی ہے تو بعض اوقات وہ بات اس کی اولاد کے ذریعہ پوری ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ان کشوف میں بیان کردہ بعض باتیں آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے ذریعہ نمایاں طور پر پوری ہوئیں اور بعض آپ کے عالی مقام پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ذریعہ پوری ہورہی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ پر بیٹھنے والے اور آپ کی قائم مقامی اور جانشینی کرنے والے اصل وجود تو آپ کے خلفاء ہی ہیں۔ پس یہ خدا تعالیٰ کا کتنا عظیم نشان ہے کہ یہ کشف حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے وجود میں لفظاً پورا ہو رہا ہے اور ہمارے ایمان کو تازہ کر رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ پر صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بیٹھنے کا ذکر حضور کے ایک اور رویاء میں بھی ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’ شیخ رحمت اللہ صاحب کی ایک گھڑی میرے پاس ہے اور ایک چیز جیسے ترازو کے دو پلڑے ہوتے ہیں مثل جھیوروں کی بہنگھی کے۔ مَیں ایک ڈولی میں بیٹھا ہوا ہوں۔ پھر کسی نے میاں شریف احمد کو اس میں بٹھا دیا اور اس کو چکر دینا شروع کیا۔ اتنے میں گھڑی گر گئی اور اس جگہ قریب ہی گری ہے۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس کو تلاش کرو۔ ایسا نہ ہو کہ محمد حسین نالش کر دے۔

فرمایا کہ خیال گزرتا ہے کہ شاید گھڑی سے مراد وہ ساعت ہے جو زلزلہ کی ساعت ہے جو معلوم نہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وہ رحمت کی ساعت ہے یعنی یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی۔‘‘ (تذکرہ۔ صفحہ 465)

اس جگہ بھی صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کا حضور کی جگہ پر بٹھایا جانا اور قائم مقامی کرنا آپ کے پوتے حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود سے پورا ہو رہا ہے۔

اس رؤیا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زمانہ آزمائش، مشکلات، زلازل، سیلابوں اور طوفانوں کے ظہور کا دور ہے لیکن انجام کار یہ دور جماعت کے لئے آسمانی رحمتوں اور برکتوں کا موجب بن جائے گا کیونکہ آخری فقرہ میں حضور فرماتے ہیں کہ یہ ساعت ہمارے واسطے رحمت الٰہی کا موجب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے۔ آمین۔

حضرت صاحبزادہ صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک یہ رؤیا بھی دیکھا کہ ایک شخص کہتا ہے وہ بادشاہ آیا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں:

’’ شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ وہ بادشاہ آیا۔ دوسرے نے کہا کہ ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہوتا ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے۔‘‘

(تذکرہ صفحہ 584)

خواب میں پگڑی دیکھنا بڑی مبارک بات ہے اور عزت اور مرتبہ حاصل ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اس رویاء کا ایک حصہ آپ کے قاضی بننے کی پیش خبری ہے۔ یہ حصہ تو لفظاً اور مفہوماً دونوں طرح پورا ہوا۔ آپ نظام سلسلہ کے ماتحت ایک دفعہ قاضی بھی مقرر ہوئے تھے۔

قمر الانبیاء حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔اے نے تحریر فرمایا ہے کہ اس زمانہ میں مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت احمدیہ لاہور بھی قاضی تھے۔ دونوں نے کئی کیس اکٹھے سنے۔ مکرم شیخ صاحب نے بیان کیا کہ مَیں نے حضرت میاں شریف احمد صاحبؓ کو نہایت صائب الرائے پایا۔ آپ بہت جلد حقیقت کو پالیتے تھے اور پھر اپنی رائے پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے تھے۔ غلط نرمی اور سختی سے پوری طرح بچ کر انصاف کے ترازو کو کما حقہ قائم رکھتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس رؤیا کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

’’ قاضی وہ ہوتا ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو ردّ کرے۔‘‘

یہ کام تو حضرت صاحبزادہ صاحبؓ ساری عمر بڑی کامیابی سے کرتے رہے۔ پس لفظاً اور مفہوماً دونوں لحاظ سے آپ کا قاضی بننا ثابت ہے۔

وہ بادشاہ آیا کے بارہ میں ہر وہ شخص گواہی دے سکتا ہے جس کو آپ سے واسطہ پڑا ہو یا اس نے آپ کو قریب سے دیکھا ہو۔ آپ پورے طور پر شاہانہ مزاج کے مالک تھے۔ خرچ کرتے یا خیرات کرتے وقت آپ یہ نہیں سوچتے تھے کہ میرے پاس کچھ باقی بچتا بھی ہے یا نہیں۔ خود خاکسار نے دیکھا کہ گول بازار ربوہ میں سے گزرتے یا راہ چلتے کوئی محتاج یا سوالی سامنے آ جاتا تو آپ فوراً جیب میں ہاتھ ڈالتے اور پانچ دس یا بیس روپے جو ہاتھ میں آتا اسے عنایت فرما دیتے۔ اور ایسے بھی کئی مرتبہ دیکھا کہ ہاتھ میں سو روپے کا نوٹ آ گیا ہے تو وہی اسے تھما دیا اور لینے والا پریشان ہو گیا کہ یہ حقیقت ہے یا خواب دیکھ رہا ہوں کیونکہ اس وقت روپے کی بہت قیمت تھی۔ ساٹھ ستّر روپے تو کارکن کی تنخواہ ہوتی تھی۔ مجھے یاد ہے ان دنوں حکومت پاکستان نے سرخ رنگ کے سو روپے کے نئے نوٹ جاری کئے تھے جو نمایاں نظر آتے تھے۔ لینے والا کبھی نوٹ کو دیکھتا اور کبھی حضرت میاں صاحب کے چہرہ پر نظر ڈالتا حیران کھڑا رہ جاتا اور آپ خاموشی سے آگے روانہ ہو جاتے۔

پھر آپ کا شاہانہ مزاج صرف داد و دہش تک محدود نہ تھا بلکہ دیگر امور میں بھی اس کا اظہار ہوتا تھا۔ میرا اپنا واقعہ ہے کہ جنوری 1960ء میں میری شادی کی تاریخ مقرر ہوئی۔ مجھے رخصت کی ضرورت تھی لیکن مجھے استحقاق حاصل نہیں تھا۔ میں پریشان تھا کہ کیا جائے۔ ایک دن مَیں نے اپنی اس مشکل کا حضرت میاں صاحب سے ذکر کر دیا۔ آپ نے قدرے تامّل کے بعد فرمایا تمہیں کتنی رخصت درکار ہے۔ وہ وقت بھی عجیب تھا۔ مَیں نے کہہ دیا کہ دو اڑھائی ماہ تو لگ جائیں گے۔ آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا اچھا جاؤ اور شادی کرو لیکن ایک بات یاد رکھنا کہ جب تمہیں استحقاق حاصل ہو جائے تو اڑھائی ماہ کی رخصت آپ نہ لیں۔ اب یہ فیصلہ یا بخشش شاہی مزاج کا مالک ایک بلند مرتبہ شخص ہی کر سکتا تھا۔ یہ ایک عام افسر کے بس کی بات نہ تھی۔ پھر آپ کی روحانی توجہ ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے اس ارشاد کا مجھ پر ایسا اثر ہوا کہ میں نے اپنی قریباً پچاس سالہ سروس میں بہت کم رخصت لی۔ میرا اندازہ ہے کہ جس حق رخصت سے میں نے فائدہ نہیں اٹھایا وہ اس اڑھائی ماہ کے مقابل پر اڑھائی سال سے بھی زیادہ ہوگی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الہامات جن کا اوپر ذکر کیا گیا ہے دراصل آپ کی زندگی کے طریق کار اور نہج کے اظہار کے لئے تھے۔ یہ آپ کی حیات کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال رہے تھے یا کہہ سکتے ہیں کہ یہ مکاشفات آپ کی سیرت کے بعض اہم پہلو اجاگر اور واضح کرنے کے لئے تھے۔ گویا آپ کی اور کسی حد تک آپ کی اولاد میں سے بعض افراد کی زندگی اور کردار کا ایک پروگرام تھا جو ان رؤیا وکشوف میں پیش کیا گیا تھا۔ چنانچہ آپ کی ساری عمر اسی پروگرام کے مطابق بسر ہوئی۔ آپ بیماری اور مشکلات کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اطاعت اور پیروی میں آپ کے جاری فرمودہ کاموں میں ہمہ تن مصروف رہے۔ عدل و انصاف کرنے کی اعلیٰ روایت قائم کی۔ غرباء اور فقراء کی فراخ دل اور کھلے ہاتھ سے مدد کو اپنا شعار بنایا۔ عسر و یسر میں اپنے شاہانہ مزاج کو ہمیشہ قائم رکھا اور اپنی داد و دہش کے راستہ میں کسی پتھر کو روک نہ بننے دیا۔ ان اوصاف کریمانہ کے ساتھ ہی اپنی ذاتی زندگی سادگی اور نہایت انکسار کے ساتھ بسر کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت جزائے خیر دے اور آپ کے درجات بلند سے بلند کرتا جائے۔ آمین۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اللہ تعالیٰ کی بشارت کے مطابق 24 مئی 1895ء کو پیدا ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے مامور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر سایہ اور خدیجہ صفات والدہ کی مقدس گود میں پرورش پائی۔ تعلیم کے سلسلہ میں سب سے پہلے کلام پاک کی طرف توجہ ہوئی۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھ لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎

شریف احمد کو بھی یہ پھل کھلایا
کہ اس کو تو نے خود فرقاں سکھایا
یہ چھوٹی عمر پر جب آزمایا
کلام حق کو ہے فر فر سنایا
برس میں ساتویں جب پیر آیا
تو سر پر تاج قرآں کا سجایا

حضور کے فرمان کے مطابق قرآن مجید کا علم آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر عطا ہوا تھا جس کا اظہار وقت پر ہوتا رہا۔ ظاہری تعلیم کے لحاظ آپ نے التزام کے ساتھ سکول یا کالج کی کچھ زیادہ تعلیم حاصل نہیں کی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے درسوں میں شامل ہوتے رہے اور آپ سے فیض حاصل کیا۔ اس سلسلہ میں ایک واقعہ بھی بیان کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کی خاص توجہ آپ کو حاصل تھی۔ حضرت منشی نور محمد صاحب کی طرف یہ روایت منسوب ہے کہ ہم سترہ اٹھارہ آدمی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ کی مجلس علم وعرفان میں بیٹھے تھے کہ آپ پر خاص حالت طاری ہوئی۔ ایسے وقت میں آپ کے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور چہرہ سرخ ہو جاتا تھا۔ اس سے ہم سمجھ جاتے تھے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول ؓ اب کسی اور دنیا میں مشغول ہیں۔ اس وقت حضور نے فرمایا دیکھو تمام لوگ مجلس میں موجود ہیں۔ عرض کیا گیا کہ میاں شریف احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی اٹھ کر باہر گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ انہیں فوراً بلائیں۔ آپ اسی حالت میں انتظار میں رہے۔ جب میاں صاحب ؓ واپس تشریف لائے تو حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور بہت تضرع سے لمبی دعا کی۔ دعا سے فارغ ہو کر حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اس وقت مجلس میں شامل سب لوگ جنتی ہوں گے اس لئے میں نے چاہا کہ ہماری اس مجلس کا کوئی ساتھی اس وقت باہر نہ رہ جائے۔

جلیل القدر عالم

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے علمی فیض حاصل کرنے کے علاوہ قادیان میں جو پہلی مبلغین کی کلاس جاری ہوئی اس میں آپ شامل ہوئے۔ اس کلاس میں مولانا جلال الدین شمس صاحب، مولانا غلام احمد بدوملہی صاحب اور مولانا ظہور حسین صاحب مجاہد بخارا آپ کے ساتھ تھے۔ بیرون ملک آپ نے جامعہ ازہر مصر میں چھ ماہ تک تعلیم حاصل کی۔ انگریزی زبان کے سلسلہ میں آپ نے یورپ کے دورہ سے فائدہ اٹھایا۔ ظاہری تعلیم تو یہی تھی اور یہ بھی لگاتار یا التزام کے ساتھ نہیں بلکہ جب کبھی موقع مل گیا فائدہ اٹھالیا۔ لیکن آپ کے تبحّر علمی کو دیکھ کر احساس ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور آپ کو دینی اور دنیوی علوم سے نوازا تھا۔ قرآن مجید، حدیث اور علم کلام سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔ کئی دفعہ آپ نے رمضان کے دوران مسجد مبارک میں بخاری شریف کا درس دیا۔ علمی نکات کے علاوہ سامعین ایک خاص روحانی اثر بھی محسوس کرتے تھے۔ غرض آپ ایک جلیل القدر عالم تھے۔ دنیوی علوم کے لحاظ سے آپ کو تاریخ سے دلچسپی تھی۔ فوج اور صنعت و حرفت کے علوم پر دسترس حاصل تھی۔ قادیان میں آپ نے ایک کارخانہ بھی جاری کیا تھا جو بڑا کامیاب تھا۔ کچھ نئی مصنوعات بھی تیار کی تھیں جو بڑی مقبول ہوئیں لیکن تقسیم ملک کی وجہ سے وہ سب ختم ہو گیا۔ اگر وہ کام جاری رہتا تو اب تک کہیں کا کہیں پہنچ چکا ہوتا۔

آپ انگریزی اور عربی زبانوں میں بھی خاص قابلیت رکھتے تھے۔ ہم نے بی۔اے کر رکھا تھا لیکن جب مَیں آپ کو انگریزی اخبار سناتا تو اکثر میری اصلاح فرماتے۔ جب بھی کوئی لفظ غلط پڑھتا تو فوراً درستی کرتے اور فرماتے کہ اس لفظ کو اس طرح پڑھتے ہیں۔ ایک اور بات جو اس دوران میں خاکسار نے نوٹ کی وہ یہ تھی کہ آپ بیک وقت دو اشخاص کی طرف توجہ دے سکتے تھے۔ دونوں کی باتیں اچھی طرح سنتے، سمجھتے اور بوقت ضرورت جواب دیتے تھے۔ مَیں جب چلتے ہوئے آپ کو اخبار سناتا تو کئی دفعہ رستہ میں کوئی شخص آپ سے ملتا اور باتیں کرنی شروع کر دیتا۔ مَیں اس خیال سے کہ آپ کی توجہ اس کی طرف ہے اخبار پڑھنا بند کر دیتا لیکن آپ فرماتے کہ تم پڑھتے جاؤ مَیں

اس کی باتیں اور اخبار دونوں بخوبی سن سکتا ہوں۔ مجھے خیال ہوا کہ دوطرف کیسے پوری توجہ ہوسکتی ہے۔ ایک دن مَیں نے آزمانے کے لئے وقفہ وقفہ سے چند الفاظ عمداً غلط پڑھے۔ حضرت میاں صاحب نے ہر دفعہ فوراً مجھے ٹوکا اور اصلاح فرمائی۔ مَیں حیران رہ گیا اس کے بعد کسی شخص کی ملاقات اور باتیں کرتے وقت مَیں خاموش نہ رہتا اور بدستور اخبار یا کتاب پڑھتا جاتا۔ یہ آپ کی غیر معمولی ذہانت اور کمال تھا جو مَیں نے ملاحظہ کیا۔

بعض اوقات آپ کوئی کتاب مجھے عنایت فرماتے یا یہ ارشاد ہوتا کہ فلاں کتاب لائبریری سے حاصل کر کے اسے توجہ سے پڑھو اور اس کا خلاصہ نوٹ بک میں درج کر کے مجھے سناؤ۔ ان میں سے اکثر کتب شیعہ مذہب سے متعلق ہوتی تھیں۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ آپ کو شیعہ مذہب سے اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ فرمایا کہ تمہیں علم نہیں کہ میرے سسرال والے سارے شیعہ ہیں۔ جب بھی میں ان کے ہاں جاتا ہوں یا ویسے کہیں ملاقات ہو جاتی ہے تو مجھے ان سے بحث کرنی پڑتی ہے اس لئے ان کی کتب کا مطالعہ یا سماعت میری ضرورت ہے۔ علوم کے سلسلہ میں ان کو تعبیر الرؤیا کے علم سے بھی دلچسپی تھی اور اس بارہ میں آپ کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ جن لوگوں کو اس بات کا علم تھا وہ آپ سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

وسیع المعلومات

ایک دن ہم بازار سے گزر رہے تھے کہ فرمایا میرا جوتا مرمت ہونے والا ہے کس سے مرمت کروائیں؟ وہاں سڑک کے ساتھ بیٹھا ایک موچی یہ کام کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس سے کروالیں۔ چنانچہ وہ جوتا اسے دے دیا گیا۔ مرمت کے بعد جو اس نے مانگا اس سے بہت زیادہ اسے دے دیا۔ اسے تو کچھ نہ کہا تاہم جوتا ملاحظہ کرنے کے بعد مجھے فرمایا کہ اس نے مرمت اچھی نہیں کی، اس نے تو میرا چار سو روپے کا بوٹ خراب کر دیا ہے۔ میں نے پہلی دفعہ جوتے کی اتنی قیمت سنی تو حیران ہوا۔ ان دنوں بیس پچیس روپے کا اچھا بوٹ مل جاتا تھا اور ہم لوگ وہی پہنتے تھے۔ مَیں نے عرض کیا میاں صاحب ؓ آپ نے اتنا قیمتی جوتا کہاں سے خریدا اور اس کی خوبی کیا ہے۔ فرمایا کہ مَیں نے یہ یورپ کے سفر کے دوران خریدا تھا اور اس کی کئی خوبیاں ہیں۔ پاکستانی جوتا سخت ہوتا ہے۔ پہننے کے بعد راس آنے میں کئی دن لگ جاتے ہیں اور بعض اوقات پاؤں زخمی ہو جاتے ہیں لیکن یورپ کے یہ جوتے بڑے نرم اور آرام دہ ہوتے ہیں۔ پہلے دن سے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جوتا دیر سے زیر استعمال ہے۔ پاؤں کو آرام دینے کے علاوہ بڑے پائیدار ہوتے ہیں اور کئی کئی سال تک چلتے ہیں۔ آپ کی باتوں سے مجھے معلوم ہوا کہ جوتوں کے بارہ میں بھی آپ ؓ کو بہت معلومات حاصل ہیں اور لطیف ذوق رکھتے ہیں۔ بعد میں پتہ چلا کہ آپ کے اس علم اور ذوق سے باٹا کمپنی کے ایک احمدی ملازم نے بہت فائدہ اٹھایا۔

احمدیہ ٹیریٹوریل فورس کے سلسلہ میں جب حضرت میاں صاحب ؓ بطور فوجی افسر انبالہ میں مقیم تھے تو اس وقت انبالہ کینٹ میں باٹا شو کمپنی کی دکان کے مینجر ایک احمدی نوجوان مکرم احتجاج علی زبیری صاحب مقرر تھے۔ حضرت میاں صاحب فارغ وقت میں کبھی کبھی ان کی دکان پر تشریف لے جاتے اور کچھ دیر کے لئے وہاں بیٹھ جاتے۔ انہیں کام کرتے ہوئے دیکھتے اور مناسب ہدایات دیتے۔ آپ کی رہنمائی اور مدد سے ان کی سیل چند ماہ میں کئی گنا بڑھ گئی۔ خصوصاً فوجی حلقہ میں وہ بہت مقبول ہو گئے۔ اس کامیابی پر کمپنی نے انہیں مبارکباد کا تار دیا اور باٹا گزٹ میں ان کا فوٹو شائع کیا۔ ان کا بیان ہے کہ کمپنی نے مجھے ہوشیار مینجر سمجھ کر کینوس کے مردانہ پمپ شو بھیج دئے جو غالباً کہیں بکتے نہ تھے۔ ان کا سائز چھوٹا تھا۔ یہاں بھی ان کو کوئی خریدتا نہ تھا۔ ان کی تعداد بھی بہت زیادہ تھی۔ مَیں پریشان ہوگیا کہ اس ناکامی کی وجہ سے میری کرکری ہوجائے گی۔ ایک دن مَیں نے اپنی اس پریشانی کا ذکر حضرت میاں صاحب ؓ سے کر دیا اور وہ جوتا بھی آپ کو دکھایا۔ کہتے ہیں کہ ہم یہ باتیں کر رہے تھے کہ ایک انگریز لڑکی آئی اور ٹینس شو مانگا۔ چونکہ یہ میرے پاس نہیں تھا میں نے معذرت کر دی۔ جب وہ واپس جانے لگی تو حضرت میاں صاحب ؓ نے اسے کہا کہ کل اسی وقت آ کر لے جانا۔ میں حیران کہ کل جب یہ آئے گی تو اسے کیا کہوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ پریشان کیوں ہوتے ہو ابھی جوتا تیار ہو جائے گا۔ آپ نے میرے موچی کو بلایا اور فرمایا کہ وہ چھوٹے سائز کے جوتے میرے پاس لے آؤ۔ موچی کینوس کے وہ مردانہ پمپ شو لے آیا تو آپ نے اسے ہدایت دی کہ اس پر نیلی گوٹ لگا دو اور اس کے ساتھ ہی ایک سفید فیتہ اور بٹن لگا دو۔ موچی نے آپ کی نگرانی میں فوراً ایسا کر دیا۔ اب وہ مردانہ جوتا نہ رہا بلکہ خوبصورت اور نفیس زنانہ ٹینس شو بن گیا۔ مکرم زبیری صاحب کہتے ہیں کہ اس مردانہ جوتے کی قیمت اس وقت بارہ آنے تھی جبکہ زنانہ ٹینس شو کی قیمت ایک روپیہ دو آنے مقرر تھی۔ حضرت میاں صاحب ؓ نے فرمایا کہ کل اس انگریز لڑکی سے جوتے کی قیمت ایک روپیہ دو آنے وصول کرنا۔ دوسرے دن وہ لڑکی آئی تو اسے جوتا پسند آیا وہ خوش خوش اسے لے گئی۔ پھر دکان پر لڑکیوں کا تانتا بندھ گیا۔ وہ جوتا اتنا مقبول ہوا کہ دوسرے دکاندار بھی ہول سیل ریٹ پر ان سے خرید کر لے گئے اور تھوڑے دنوں میں وہ تمام سٹاک ختم ہو گیا۔

دیانتداری کا سبق اور اس کی برکت

حضرت میاں صاحب ؓ نے اس موقع پر مکرم زبیری صاحب کو لطیف انداز میں دیانتداری کا سبق بھی سکھایا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے چند دن بعد ایک روز حضرت میاں صاحب ؓ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ جو قیمت میں بارہ آنے اور ایک روپیہ دو آنے کا فرق تھا یعنی چھ آنے فی جوڑا وہ آپ نے کیا کیا۔ میں نے کہا کہ وہ رقم میں نے علیحدہ رکھی ہے لیکن کمپنی کو ابھی تک نہیں بتایا۔ کمپنی کو بارہ آنے کے حساب سے رقم روانہ کر دی ہے۔ حضرت میاں صاحب نے فرمایا یہ دیانتداری کے خلاف ہے آپ تمام رقم فوراً کمپنی کو بھیج دیں اور تفصیل لکھ دیں کہ اس طرح پرانا سٹاک زیادہ قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے فوراً آپ کی اس نصیحت پر عمل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہفتہ کے اندر باٹا نگر کلکتہ سے ایک بڑا افسر ہمارے ہاں پہنچ گیا اور مجھ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ٹریننگ کے لئے چیکوسلویکیہ جانا پسند کریں گے؟ کمپنی تمہارے کام اور خصوصاً تمہاری ایمانداری سے بہت خوش ہے۔ اس دفعہ تمام مینجروں میں کارکردگی کے لحاظ سے تم اوّل نمبر پر ہو۔ کمپنی نے ایک ہزار روپیہ تمہیں انعام دیا ہے جو تمہارے کھاتہ میں جمع ہو گیا ہے۔ مکرم زبیری صاحب بہت خوش تھے کہ حضرت میاں صاحب ؓ کی نصیحت کے مطابق دیانتداری کے نتیجہ میں اتنی جلدی انہیں ایسی مراعات حاصل ہوگئی ہیں جن کی وہ توقع بھی نہیں کر سکتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں موقع ملتے ہی حضرت میاں صاحب ؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ تمام قصہ انہیں سنایا۔ آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں جب کسی احمدی کو تجارت کرتے دیکھتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ وہ دیانتداری سے کام کرے۔ ترقی تو خود بخود ہوگی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجارت کے پیشہ کو پسند کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تجارت میں بڑا رزق ہے۔

(باقی آئندہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 9؍جنوری 2012ء بروز سوموار بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر **مکرم چوہدری سردار احمد صاحب (آف ہیز۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 6؍جنوری 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو پارٹیشن کے بعد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ساتھ خدمت بجالانے کا موقعہ ملا۔ یوکے آنے کے بعد ہیز جماعت کے صدر رہے۔ علاوہ ازیں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اور وکالت مال میں خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند اور نظام سلسلہ اور خلافت کے ساتھ محبت کرنے والے بہت مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

......سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتاریخ 12؍جنوری 2012ء بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر **مکرم مرزا بشیر احمد صاحب** (ابن مکرم کیپٹن عمر حیات خان صاحب۔ **آف گرین فورڈ۔ یوکے) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

10؍جنوری 2012ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ تقریباً 50 سال سے یوکے میں مقیم تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑے سرگرم رہتے تھے۔ گرین فورڈ جماعت میں جنرل سیکرٹری کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ علاوہ ازیں لمبا عرصہ سنڈے سکول (ساؤتھ آل) میں بچوں کو پڑھاتے رہے۔ نیک، دعاگو اور خلافت سے گہرا تعلق رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مولوی فضل دین صاحب مرحوم (سابق مشیر قانونی) کے داماد اور مکرم چوہدری مظفر اللہ صاحب (صدر جماعت گرین فورڈ) کے سسر تھے۔

نماز جنازہ غائب:

(1) **مکرم محمد سلیم اللہ صاحب** (ابن مکرم محمد شفیع اللہ صاحب امیر جماعت بنگلور۔ زونل امیر کرناٹک۔ انڈیا)

8؍جنوری 2012ء کو بعارضہ کینسر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ جماعت بنگلور میں بحیثیت سیکرٹری امور عامہ وخارجہ خدمت بجالا رہے تھے۔ بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور ہنس مکھ طبیعت کے مالک تھے۔ پسماندگان میں ضعیف والدین کے علاوہ اہلیہ اور تین بچے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) **مکرمہ آسیہ بیگم صاحبہ** (اہلیہ مکرم نور سید صاحب آف بنگلہ دیش)

26؍دسمبر 2010ء کو 74 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ نہایت مخلص، نمازوں کی پابند، تہجد گزار اور بکثرت صدقہ وخیرات کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے والہانہ محبت رکھتی تھیں۔ تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فیروز عالم صاحب (انچارج بنگلہ ڈیسک۔ لندن) کی چچی تھیں۔

(3) **مکرم ملک نثار احمد صاحب** (آف دوالمیال۔ حال برمنگھم)

کچھ عرصہ قبل مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے شعبہ ضیافت میں خدمت بجالانے کے علاوہ برمنگھم جماعت میں مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(4) **مکرمہ سائرہ انیس صاحبہ** (اہلیہ مکرم محمد ظہیر احمد صاحب آف جرمنی)

کچھ عرصہ قبل بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی نظام کی پوری اطاعت کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک نوعمر بیٹا یادگار چھوڑا ہے۔ آپ چوہدری انیس احمد صاحب (ممبر قضاء بورڈ جرمنی) کی بیٹی تھیں۔

(5) **مکرم رفیق احمد صاحب رضا** (ڈرائیور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری۔ ربوہ)

25؍اکتوبر 2011ء کو طویل علالت کے بعد 63 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے آرمی سے ریٹائرمنٹ کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ میں بطور ڈرائیور لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ بڑی ذمہ داری کے ساتھ اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔ نہایت نیک، باوفا اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(6) **عزیزم طاہر احمد** (ابن مکرم ادریس احمد صاحب۔ مانگا ضلع سیالکوٹ)

آپ موٹر سائیکل کے ایک حادثہ کے نتیجہ میں کچھ دن ہسپتال میں بے ہوش رہنے کے بعد یکم دسمبر 2011ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنی جماعت میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نہایت ذہین، لائق اور محنتی نوجوان تھے۔

(7) **مکرمہ محمودہ بیگم خان صاحبہ** (اہلیہ مکرم نیاز احمد خان صاحب آف شکاگو)

26؍جولائی 2011ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت دیانت خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ جماعت سے ساری زندگی وفا اور اخلاص کا تعلق رکھا۔ آپ بڑی ہمدرد اور اچھے اخلاق کی مالک خاتون تھیں۔ آپ کو خلافت اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے بڑا پیار کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم رانا محمد خاں صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 12 جون اور 16 جولائی 2009ء میں محترم رانا محمد خان صاحب سابق امیر ضلع بہاولنگر کا ذکرخیر مکرم رشید احمد طیب صاحب اور مکرم نذیر احمد سانول صاحب مربیان سلسلہ کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ مرحوم کا ذکرخیر قبل ازیں 11 مارچ 2011ء کے ''الفضل انٹرنیشنل'' کے ''الفضل ڈائجسٹ'' میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

مکرم رشید احمد طیب صاحب لکھتے ہیں کہ محترم رانا محمد خان صاحب کا ذکرخیر حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ نے 23 جنوری 2009ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

خاکسار 1994ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوا تو میرا پہلا تقرر بہاولنگر کی ایک جماعت میں ہوا۔ اس چارسالہ قیام میں محترم رانا محمد خانصاحب کو قریب سے دیکھا۔ آپ بہت خیال رکھنے والے اور مربیان کا احترام کرنے والے وجود تھے۔ دین ودنیا ہر دولحاظ سے علاقہ بھر میں نہایت ممتاز مقام پر فائز ہونے کے باوجود آپ کی بے شمار نمایاں خوبیوں میں نہایت سادگی ووقار کے ساتھ مہمان نوازی، طبیعت میں نرمی، اور دعا گوئی اور خدمت خلق شامل تھیں۔ بالخصوص جماعتی مہمان خواہ وہ عمر میں آپ سے بہت چھوٹا بھی ہوتا، آپ خود اپنے ہاتھ سے مہمان نوازی میں راحت محسوس کرتے۔ تربیت کا انداز نہایت حکیمانہ ومشفقانہ ہوتا تھا اور اکثر اجتماعات، جلسہ جات و عام دوروں وغیرہ میں اپنے خطابات وتقاریر میں تربیتی موضوعات پر بڑے دلی درد سے نصائح فرماتے اور خلافت کے احترام کی اپنے عمل سے اہمیت واضح فرماتے۔

دنیاوی لحاظ سے خداتعالیٰ کے بے شمار فضلوں کے وارث تھے، اعلیٰ زرعی زمین بھی تھی اور پیشہ وارانہ آمدنی بھی وسیع تھی لیکن نہایت پُر وقار اور سادہ زندگی خود بھی گزاری، اور اپنے خاندان اور اپنی جماعت کو بھی ہمیشہ حکمت سے اس طرف توجہ دلاتے رہتے۔ ایک دفعہ شدید گرمی کے دن چالیس میل دُور ایک احمدی گھرانہ میں تعزیت کے لئے تشریف لائے تو اہل خانہ نے فوراً ایک بچہ کو ٹھنڈے مشروبات کی بوتلیں لینے دکان پر بھیج دیا۔ بچہ جونہی واپس آیا تو آپ نے اُسے بلاکر کہا کہ یہ بوتلیں کھولے بغیر واپس کر آؤ اور چند روپے کی سکنجبیں بنالاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ پانی پی کر آپ نے اہل خانہ سے کہا کہ دیکھو ہم نے اپنی پیاس کے مطابق پانی جی بھر کے پیا ہے، مزہ بھی زیادہ آیا ہے۔ بوتل سے تو پیاس بھی نہیں بجھتی اور بندہ مزید بھی مانگنے سے شرماتا ہے اور پھر جو آپ کے پیسے بچے ہیں وہ اب آپ کسی تحریک میں چندہ دیدیں۔

آپ ایک بااصول، ایماندار اور کامیاب وکیل تھے۔ ایک احمدی مکرم ڈاکٹر عبدالمجید منہاس صاحب کا ایک کیس قریباً 30/35 سال سے جاری تھا اور محترم رانا صاحب آپ کے وکیل تھے۔ ایک دن وہ عرض کرنے لگے کہ رانا صاحب! جب ہم حق پر ہیں اور مخالف فریق ہمیشہ پیسے اور جھوٹ سے معاملہ مزید لٹکاتا چلا جارہا ہے تو کیا حرج ہے کہ ہم بھی کسی کو کچھ دے دلا کر اپنا حق حاصل کرلیں۔ یہ سنتے ہی آپ کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فائل اُن کی طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگے کہ پھر دینے دلانے والے وکیل کے پاس لے جاؤ۔ اس پر انہوں نے فوراً معذرت کرلی اور اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ سالوں پرانا کیس اس واقعہ کے کچھ ہی عرصہ بعد ان کے حق میں ختم ہوگیا۔

محترم رانا صاحب کی زبان ہمیشہ ذکر الٰہی اور دعاؤں سے تر رہتی۔ اکثر نماز باجماعت سے قبل اور بعد بھی آپ کافی دیر تک تسبیحات ودعاؤں میں مشغول رہتے۔ نماز کے بعد ''اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی ذِکْرِکَ...... والی دعا بکثرت آپ کے ورد میں ہوتی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا عملی مظہر بھی بنایا تھا۔

وسعت حوصلہ کے ساتھ شفقت علیٰ خلق اللہ کی صفت آپ کی ذات کا ایک نمایاں امتیاز تھا۔ بہاولنگر کے پوش علاقہ میں عدالت کے قریب ہی آپ کی کوٹھی واقع ہے جس کے عقبی لان میں اکثر بہت سے سائیکل اور چند ریڑھے اور ٹھیلے وغیرہ آپ کی اجازت سے کھڑے ہوتے۔ بہت سے ضرورتمند غرباء بلاجھجک اپنی ضروریات کے سلسلہ میں اکثر آپ کے پاس آجاتے اور آپ مقدور بھر امداد ہمیشہ کرتے رہتے۔

مالی قربانی میں آپ کا خاص مقام تھا۔ لازمی چندہ جات کے ساتھ سب تحریکات میں بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کرتے۔ جماعتی پروگراموں میں شرکت کے سلسلہ میں اپنا ذاتی خرچ کرتے۔ مسجد بشارت سپین کے افتتاح کے تاریخی موقع پر تشریف لے گئے۔ 1985ء سے لے کر اپنی وفات سے دوسال قبل تک ہر جلسہ برطانیہ میں شرکت فرماتے رہے۔

....

مکرم نذیر احمد سانول صاحب مربی سلسلہ بیان کرتے ہیں کہ مکرم رانا محمد خان صاحب کے ساتھ خاکسار کو چھ سال جماعتی خدمات کرنے کا موقع ملا۔

گو آپ کی رہائش بہاولنگر شہر میں تھی مگر آپ کا آبائی گھر، خاندان، رقبہ جات، چک نمبر 168 مراد میں تھے جہاں خاکسار تعینات تھا۔ آپ کے بزرگ آباؤاجداد پھلروان راجپوت تھے اور ''رائے پور'' ضلع سیالکوٹ سے 1927ء میں ہجرت کرکے ریاست بہاولپور آگئے جہاں اُنہیں حکومت کی طرف سے زمین الاٹ کی گئی تھی۔ یہ علاقہ بنجر و بیابان تھا۔ ریت کے ٹیلے، پانی کی کمیابی اور مشکل حالات تھے تاہم خلفاء کی دعاؤں اور رہنمائی سے نہ صرف رقبہ جات کو آباد کرایا بلکہ احمدیت کو بھی علاقہ میں مضبوط کیا۔ اپنے خاندان کے علاوہ دیگر افراد کو بھی یہاں آباد کرایا۔ آپ کے والد محترم چودھری احمد خانصاحب وسیع زمیندارہ سنبھالنے کے علاوہ سمجھدار، بیدار مغز اور اثر ورُسوخ والی بارعب نڈر شخصیت کے مالک تھے۔ بالائی افسران بھی آپ کو عزت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ مقامی لوگوں کے تنازعات کے فیصلے کرتے اور مشکل معاملات فہم وفراست سے حل کردیتے۔ وہ بھی ایک لمبا عرصہ ریاست بہاولپور کے امیر جماعت رہے۔

مکرم رانا محمد خان صاحب کامیاب وکیل تھے جماعتی مقدمات کو بڑی باریک بینی سے دیکھتے اور خوب تیاری کرتے اور اپنے تمام کام تج کے جماعتی کیس حل کیا کرتے۔ آپ کا بلا کا حافظہ تھا۔ ربوہ میں جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر خلیفہ وقت سے افراد جماعت کی ملاقات وتعارف کے وقت ضلع کے ہرفرد جماعت کا حضور انور سے ذاتی تعارف کرواتے۔ نام، ولدیت اور جماعت کا بتادیا کرتے اور اس میں لمحہ بھر بھی سوچنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے۔

خلفاء عظام کے ساتھ جنون کی حد تک عشق تھا۔ اکثر جلسوں، اجتماعات و دیگر دینی منصوبوں کے پروگرام ضلع کی دیہاتی جماعتوں میں جمعۃ المبارک کے روز ہوا کرتے تھے، ان پروگراموں سے عہدہ برآ ہونے کے بعد واپسی کا سفر کرتے تو گاڑی چلانے والے کو بار بار تاکید کرتے کہ دیکھنا حضور انور کے خطبہ جمعہ سے پہلے گھر پہنچنا۔ اسی طرح گزشتہ خطبہ کا خلاصہ اپنے ذہن میں تیار کرلیتے اور پورا ہفتہ لوگوں کو یہ خلاصہ سناتے رہتے، جماعتوں کے دورہ جات کے دوران ڈش سنٹرز کی معلومات لیتے اور تاکید کرتے کہ کوئی فرد ایسا نہ ہو جس نے خطبہ جمعہ نہ سنا ہو اور ایم ٹی اے پر حضور پرنور کی زیارت نہ کی ہو۔ جماعتوں میں جائزہ کے دوران معصوم بچوں سے خطبہ جمعہ کا پوچھتے اور جو بچے بتاتے اُن کو انعام دیتے۔

جملہ عہدیداران کو کہتے کہ ہرفرد مرکز کے حکم کا پابند ہے۔ حکم بڑا ہو یا چھوٹا کسی کو معمولی نہ سمجھنا۔ یہ نہ سمجھو کہ یہ پیغام کس کے ذریعہ اور کس کے ہاتھ آیا ہے۔ ہر جماعت پر نظر رہتی، بروقت بجٹ، حصول وعدہ جات، ادائیگی اور وصول شدہ چندہ جات بلاتاخیر مرکز ارسال کرنے پر زور دیتے، کسی جماعت نے سستی دکھائی تو اس میں متعلقین کو بار بار بھجواتے اور جب تک کام کی تکمیل نہ ہوجائے چین سے نہ بیٹھتے۔

مکرم رانا صاحب کے دل میں مرکز احمدیت کا بیحد ادب واحترام تھا، وہ مرکز خواہ قادیان ہو، ربوہ ہو یا لندن ہو۔ جب مرکز میں کوئی قافلہ، وفد، یا کوئی فرد جارہا ہوتا تو اسے مرکز کے آداب کی پابندی کی تلقین کرتے۔ عموماً یہ باتیں تکرار سے کہتے، سرعام سگریٹ نہ پینا، ننگے سر نہ گھومنا، بلند آواز سے نہ بولنا، بلااجازت کسی دفتر میں داخل نہ ہونا، مجلس سے بزرگان سے اجازت لے کر اٹھنا، مقامات مقدسہ کی زیارت کرنا اور کثرت سے درود شریف اور دعائیں کرنا۔

جب کوئی مرکز سے واپس آکر ملاقات کرتا تو اس سے دریافت فرماتے کہ آپ نے مسجد مبارک میں کتنی نمازیں ادا کی ہیں؟ کتنے نوافل پڑھے ہیں اور کس کس بزرگ سے شرف ملاقات حاصل کیا ہے؟

مکرم رانا صاحب باجماعت نماز کے پابند تھے۔ کسی ذاتی تقریب میں بھی تشریف لے جاتے تو نماز باجماعت کے وقت کا اعلان کرا دیتے۔ مصروفیت، علالت، سفر یا تقریبات آپ کی نماز باجماعت میں مخل نہ ہوتیں۔ سفر کے دوران کار میں ہی اذان دیتے، اقامت کہتے اور نماز باجماعت ادا کرتے۔ سفر کے دوران تلاوت کرتے یا دعائیں پڑھتے رہتے۔

فجر کے بعد تلاوت بلاناغہ کرتے اور اُس وقت کوئی قریب بیٹھا ہوتا تو اسے بھی ایک نسخہ قرآن پاک کا پکڑا دیتے اور تلاوت کے لئے کہتے۔

افراد جماعت اور بزرگان سلسلہ کے علاوہ کئی سیاسی، سماجی، مذہبی شخصیات اور لیڈران مشورہ جات اور معاملات کے لئے آپ سے ملاقات کرتے اور آپ کی مہمان نوازی کی صفت کو ضرور محسوس کرتے۔

کئی ضرورتمندوں کے ماہانہ وظائف مقرر کئے ہوئے تھے۔ اس نیکی کو ہمیشہ اخفاء میں رکھتے۔ اپنے ملازمین سے بہت حسن سلوک کرتے۔ آپ کے ایک ملازم نے بیان کیا کہ مَیں نے رانا صاحب کی 30 سال تک اس طرح ملازمت کی ہے کہ آپ کے والد نے میری ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی کہ جب رانا صاحب کچہری سے واپس تشریف لائیں تو بندہ اڈہ پر موجود ہوا کرے اور آپ کا بیگ اٹھا کر لایا کرے۔ مَیں بارش، آندھی، طوفان کے باوجود بھی اڈہ پر حاضر ہوتا اور آپ کا سامان اٹھا کر گھر لاتا۔ میں ایک بالکل معمولی نوکر تھا آپ کے سامنے میری کوئی حیثیت نہ تھی۔ جب آپ نے بہاولنگر شہر میں رہائش اختیار کرلی تو پھر اگر کبھی مَیں کسی کام کے لئے آپ کی کوٹھی پر حاضری دیتا تو آپ مجھے عزت سے کمرہ میں بٹھاتے، گھر سے خود کھانا اٹھا کر لاتے۔ مَیں شرم اور ڈر سے پانی پانی ہو جایا کرتا اور کہتا صاحب! مَیں خود ہی گھر سے کھانا لے کر اور نیچے بیٹھ کر کھا لیتا ہوں۔ مگر آپ اصرار سے منع فرماتے کہ ''نہ ولی محمد! آپ نے میری تیس سال خدمت کی ہے، ہمارا فرض بنتا ہے ہم آپ کی خدمت کو یاد رکھیں''۔ مَیں جس ضرورت کیلئے گیا آپ نے مجھے کبھی خالی ہاتھ نہ بھیجا۔

مکرم رانا صاحب واقفین زندگی کا خاص خیال رکھتے، گھر پر ہوں یا دفتر میں ہمیشہ کرسی سے اٹھ کر ملتے اور کرسی پیش کرتے۔ جب تک واقف زندگی کرسی نشین نہ ہوجاتا خود کرسی پر تشریف نہ رکھتے۔

دورہ جات اور اجلاسات میں مربیان کو علیحدہ لے جاکر اُن کی مشکلات دریافت کرتے۔ افراد جماعت کو واقفین زندگی کے ادب واحترام اور ان کی ضروریات کا خیال رکھنے کا ارشاد فرماتے رہتے تھے۔ ایک بار کہا کہ مجھے اپنی اولاد سے بہت پیار ہے مگر میرا ایک بیٹا ندیم احمد خالد (پرنسپل نصرت جہاں سیکنڈری سکول کمپالہ) واقف زندگی ہے اس لئے اولاد میں سے مَیں اس سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

بہت اعلیٰ خطیب تھے۔ دلوں کو جھنجوڑ دیتے اور محفل کو گرما دیتے۔ پڑھے لکھے طبقہ میں فن تقریر کی اصطلاحات سے الفاظ کو مزین کرتے اور عوام الناس کے جلسہ میں سادہ اور سلیس سحر خطابت سے حاضرین و سامعین پر چھا جاتے تھے۔ گفتگو اس انداز سے کرتے کہ مخاطبین کا دل موہ لیتے۔ تقریر میں آیات، احادیث اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے اشعار، عربی، فارسی اور اردو شامل ہوتے جس سے انداز بیان خوب سے خوب تر ہوجاتا۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 19 مارچ 2009ء میں مکرم عبدالصمد قریشی صاحب کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم سے انتخاب پیش ہے:

قبائے جسم و جاں بخشی ہوئی ہے
محبت کی زباں بخشی ہوئی ہے
جو دیتی ہے نوید منزلِ عشق
وہ راہِ ارمغاں بخشی ہوئی ہے
وہی خالق وہی مالک ہے اپنا
اُسی نے ہر اَماں بخشی ہوئی ہے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

6th April 2012 – 12th April 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 6th April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:25	Japanese Service
00:40	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 15th May 1996
02:30	Tarjamatul Qur'an class
03:55	Lajna Imaillah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 3rd October 2010
05:05	Spotlight
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:15	Siraiki Service
09:00	Rah-e-Huda: rec. on 31st March 2012
10:35	Indonesian Service
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:10	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith
13:35	Maidane Amal Ki Kahani: interview with Muhammad Yaseen Rabbani
14:25	Bengali Service
15:25	Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Huzur's Jalsa Salana Address
19:35	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 7th April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	International Jama'at News
01:00	Liqa Ma'al Arab: rec. on 16th May 1996
02:15	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 6th April 2012
04:00	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 31st March 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	International Jama'at News
07:10	Al-Tarteel
07:40	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd August 2008
08:40	Question and Answer Session: recorded on 8th December 1996. Part 1
09:45	Friday Sermon [R]
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Story Time: Islamic stories for children
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30	International Jama'at News
21:05	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 8th April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Friday Sermon: rec. on 6th April 2012
01:30	Tilawat
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 4th June 1996
02:45	Dars-e-Hadith
03:05	Friday Sermon [R]
04:15	Story Time: Islamic stories for children
04:30	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class
08:00	Faith Matters
09:05	Question and Answer Session: recorded on 5th November 1996. Part 2
10:10	Indonesian Service
11:10	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 27th May 2011
12:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Friday Sermon [R]
14:10	Bengali Service
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:15	Faith Matters [R]
17:20	Kida Time
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:20	Real Talk
20:25	Food for Thought
20:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question and Answer Session [R]

Monday 9th April 2012

00:15	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:15	Food for Thought: a talk on obesity
02:45	Real Talk
03:55	Friday Sermon: rec. on 6th April 2012
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th June 1996
06:05	Tilawat
06:30	Al-Tarteel
07:00	MTA Variety
08:00	International Jama'at News
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French question and answer session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra). Recorded on 1st December 1997
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 13th January 2012
11:00	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: rec. on 21st June 2006
14:00	Bengali Service
15:00	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Rah-e-Huda: rec. on 7th April 2012
17:30	Al-Tarteel
18:10	MTA World News
18:30	MTA Variety [R]
20:25	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 10th April 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat
00:45	Insight: recent news in the field of science
01:00	Al-Tarteel
01:30	MTA Variety
02:25	Quiz: between different schools in Pakistan
03:10	Friday Sermon: rec. on 21st June 2006
04:10	Real Talk
05:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th June 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd August 2008
08:05	Insight: recent news in the field of science
08:20	Attractions of Australia
09:00	Question and Answer Session: recorded on 5th November 1995. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 15th April 2011
12:15	Tilawat
12:25	Insight: recent news in the field of science
12:40	Yassarnal Qur'an
13:05	Real Talk
14:00	Bengali Service
15:00	Jalsa Salana Germany [R]
16:05	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:40	Attractions of Australia [R]
17:10	Learning Arabic
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Germany [R]
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 6th April 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
20:45	Guftugu [R]
21:25	Attractions of Australia [R]
21:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:55	Question and Answer Session [R]

Wednesday 11th April 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Jalsa Salana Germany: an address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 23rd August 2008
02:15	Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
02:40	Attractions of Australia
03:05	Guftugu
03:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th June 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Dua-e-Mustaja'ab
06:55	Yassarnal Qur'an
07:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class
08:35	Aaina
09:25	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 8th November 1996. Part 2
10:15	Indonesian Service
11:15	Swahili Service
12:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:40	Al-Tarteel
13:10	Friday Sermon: rec. on 7th July 2006
14:25	Bengali Service
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
16:35	Fiq'ahi Masa'il
17:10	Aaina [R]
18:05	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 24th August 2008
19:25	Real Talk
20:25	Al-Tarteel [R]
20:55	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:30	Friday Sermon [R]

Thursday 12th April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:35	Fiq'ahi Masa'il
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th June 1996
02:05	Aaina
02:50	Real Talk
03:50	Al-Tarteel
04:20	Dua-e-Mustaja'ab
04:45	Friday Sermon: rec. on 7th July 2006
06:00	Tilawat
06:15	Beacon of Truth
07:05	Seerat-un-Nabi (saw)
08:05	Faith Matters
09:15	Spotlight
10:15	Indonesian Service
11:20	Pushto Service
12:05	Tilawat
12:15	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 6th April 2012
14:00	Tarjamatul Qur'an class
15:10	Spotlight [R]
16:05	Faith Matters
17:10	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
18:15	MTA World News
18:40	Huzoor's Jalsa Salana Address
19:45	Spotlight [R]
20:45	Faith Matters [R]
21:50	Beacon of Truth [R]
22:55	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 30 March, 2012 | Issue No. 13

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ جنوری 2012ء)

(طارق حیات۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(دوسری قسط)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے عربی کلام میں فرماتے ہیں۔

''مَیں ان کے دلوں میں خدائے مہیمن کا خوف نہیں دیکھتا بلکہ (ان کے) سرکشی اور انکار کے چشموں نے جوش مارا ہے۔ مَیں امید کرتا تھا کہ وہ اس سے ڈریں گے پر آج تو وہ حرص وہوا کی طرف جھک گئے ہیں۔ ان سب نے تقویٰ کے جامے اتار پھینکے اور ان پر بہکانے کے لباس کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔ کیا ان کے گروہ میں کوئی پرہیز گار اور زاہد باقی ہے؟ یا ایسا صالح جو یوم جزا سے ڈرتا ہو؟ خدا کی قسم مَیں نہیں پاتا کوئی ڈرنے والا پرہیز گار اس گروہ میں جو میری عمارت کو ڈھانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ مَیں پگڑیوں اور داڑھیوں اور ایسے ناکوں کے سوا جو تکبر سے ٹیڑھے ہوگئے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتا۔ کچھ مضائقہ نہیں اگر انہوں نے میرے کلام کو تکبر سے ردّ کردیا ہے پس عنقریب دوسروں میں میری آواز ضرور اثر انداز ہوکر رہے گی۔ ان کے فتووں کو تعجب سے نہ دیکھ۔ ایک کمینہ اندھے پن کے غبار کی وجہ سے (دوسرے) کمینے کی پیروی کر رہا ہے۔ شیطانِ رجیم ان کا محبوب بن گیا ہے وہ ان کے درمیان ملاقات کے لئے صبح شام آتا ہے۔ حاسدوں کے دلوں کو ان کی شرارتوں نے اندھا کردیا ہے اور ان کے اندرونے کو ریاء کے لباس نے ننگا کردیا ہے۔ انہوں نے دکھ دیا اور خدائے مہیمن کی راہ میں ہم کسی شے کو دکھ پانے سے زیادہ لذیذ نہیں سمجھتے۔''

(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد نمبر 11 صفحہ: 273 تا 274 کا اردو ترجمہ از کمیٹی۔ بحوالہ قصائد الاحمدیہ صفحہ: 293)

ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود خداتعالیٰ کے سچے مسیح اور مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین کی حالت بالکل ویسی ہی ہے جیسی مذکورہ بالا کلام میں منظر کشی کی گئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ............

قارئین کے لئے ذیل میں نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ جنوری 2012ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کیلئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین

راولپنڈی کی احمدیہ مسجد کے لئے شدید خطرات

راولپنڈی: ہم قبل ازیں قارئین کو راولپنڈی کی مرکزی احمدیہ مسجد کے خلاف تیار ہونے والی سازش سے آگاہ کر چکے ہیں۔ اس بابت تازہ صورت حال یہ ہے کہ وہ سازش اب مکمل طور پر کھل کر سامنے آچکی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اس جگہ احمدیت کی مخالفت سے روزی کمانے والے اپنے پورے جوبن پر ہیں۔ مولوی نے احمدیہ مسجد کے خلاف اس محاذ پر کامیابیاں سمیٹنے کیلئے حسب سابق وعادت اپنے ساتھ مقامی تاجروں کو گانٹھا۔ پاکستانی سیاست دانوں کو تو ایسے مواقع کی تلاش رہتی ہے اور مقامی پریس تو ویسے ہی پاکستان میں مادر پدر آزاد واقع ہوا ہے۔ گزشتہ اطلاعات کے مطابق یہ سازشی عناصر مکمل کوششیں کر رہے ہیں کہ کسی طرح اس احمدیہ عمارت کو سیل کروادیں۔ اور انتظامیہ اس بابت ضروری اقدام کرنے پر آمادہ نظر نہیں آتی ہے۔ سرکار چاہتی ہے کہ یہ مخالفین خود ہی شور شرابہ کرکے خاموش ہوجائیں لیکن ایسا ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔

پھر 3/جنوری کے شمارے میں دائیں بازو کی اخبار روزنامہ ''نوائے وقت'' میں یہ خبر شائع ہوئی کہ 10 جنوری کو علماء کا اجلاس منعقد ہورہا ہے تاکہ اگلا لائحہ عمل طے کیا جاسکے۔ اس اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ بینرز آویزاں کئے جائیں نیز مورخہ 18/جنوری کو جلسہ کرکے 22/جنوری تک احمدیہ مرکز کی بندش تک مہلت دی جائے اور مطالبات کی عدم تکمیل کی صورت میں 29/جنوری کو فیصلہ کن اقدام کرتے ہوئے احمدیہ مرکز کو منہدم کردیا جائے گا۔

گلی کوچوں میں آویزاں کئے جانے والے بینرز پر درج تھا کہ ''ختم نبوت کے منکرین دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اور کافر ہیں۔ E-69 میں قادیانیوں کا مرکز کفر کا گھر ہے۔ مجلس ختم نبوت کی احتجاجی ریلی''۔

لگتا ہے کہ پاکستان کی حکومتی مشینری اس اشتعال انگیز اور نفرت کی واضح مہم کو نہ روکنے پر آمادہ ہی تھی اس لئے یہ بینرز آویزاں رہے اور اپنے مقاصد کا پرچار کرتے رہے۔

ایک مقامی تاجر بنام شرجیل میر، اس نفرت کی مہم کا سرغنہ ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس فسادی شخص نے پاکستان کے معروف سیاست دان میاں نواز شریف سے اس حوالہ سے ملاقات کی ہے۔ اور نہایت عیاری سے اس تمام احمدیت مخالف مہم کو ''ناموس رسالت'' سے جوڑا گیا ہے۔

29 جنوری کو گاڑیوں پر نصب لاؤڈ سپیکروں سے اعلان کرکے عوام کالانعام کو ''قادیانیوں کے خلاف'' جمع ہونے کا پیغام دیا گیا۔ اندازاً چار سے پانچ ہزار لوگوں نے جلسہ میں شرکت کی اور غیر تعلیم یافتہ شرکاء کے سامنے تمام مقررین نے جماعت احمدیہ کے خلاف گندہ ذہنی کے ناقابل بیان نمونے دکھائے اور اشتعال اور فساد کو ہوا دی۔ معاشرے میں فتنہ وفساد کے ان بیوپاریوں نے مقتول گورنر سلمان تاثیر کا ذکر کرتے ہوئے پیغام دیا کہ احمدیوں کا بھی ایسا ہی انجام ہوگا۔ اس موقع پر فساد بھڑکانے والے اکابرین نے اعلان کیا کہ مورخہ 4 فروری بروز جمعہ احمدیوں کو اپنے مرکز میں جمعہ ادا کرنے کی اجازت نہیں ملنی چاہئے۔ نیز کہا کہ ''ہم سب سے پہلے راولپنڈی کا یہ مرکز بند کروائیں گے اور پھر اسی طرح پاکستان کے تمام ایسے مراکز بند کروائیں گے۔''

پاکستان کے احمدی قانون کے دائرہ میں رہ کر مسلسل انتظامیہ کو اپنی حالت اور ان پیش آمدہ خطرات کی اطلاع کرتے رہتے ہیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان کے مخدوش سیاسی حالات سے فائدہ اٹھا کر مولوی حضرات راولپنڈی کے احمدیہ مرکز کو بند کروانے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور احمدیوں کو خدائے واحد کی عبادت سے روکنے کا یہ معرکہ سر کرنے کے لئے مخالفین کے ساتھ مذہبی جماعتیں، بے ضمیر سیاست دان، دائیں بازو کے نظریات کے حامل صحافتی حلقے، اپنے ذاتی سیاسی عزائم کی تکمیل چاہنے والے تاجر شانہ بشانہ کھڑے ہیں۔

مورخہ 30/جنوری کی ایکسپریس ٹریبیون میں ذکر تھا کہ مذکورہ بالا احمدیت مخالف اجتماع میں اکثر شرکاء نے قاتل ممتاز قادری کی تصاویر ہاتھوں میں اٹھائی ہوئیں تھیں۔ نیز لکھا کہ ''بلاشبہ اس ہجوم کے انتظامات تاجر تنظیموں نے کئے تھے لیکن شاملین میں جماعت الدعوۃ، جماعت اسلامی، سپاہ صحابہ اور اہل سنت والجماعت کے لوگ تھے۔''

اس اخبار نے اپنے 21/جنوری کے شمارہ میں لکھا کہ حافظ سعید (سربراہ جماعت الدعوۃ) نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ 29/جنوری کی دوپہر بمقام HFH جمع ہوں اور احمدیوں کو مجبور کریں کہ وہ اس جگہ اپنی ہر طرح کی عبادات ختم کردیں۔ یادرہے کہ جماعت الدعوۃ اور سپاہ صحابہ کو دہشت گردی کی کارروائیاں کرنے کی بنا پر حکومتی کاغذات میں کالعدم قرار دیا گیا ہے۔ لیکن شاید پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مخالفت اور دشمنی میں سب سے ایکا کیا ہوا ہے۔

چنیوٹ کی احمدیہ مسجد

چنیوٹ: اسی تعلق میں بتاتے چلیں کہ ربوہ سے صرف دس کلومیٹر باہر چنیوٹ کی احمدیہ مسجد بھی مخالفین کی دست درازی سے محفوظ نہیں ہے۔ اور مولوی محمد حسین چنیوٹی کی جان اس غم میں ہلکان ہورہی ہے کہ یہاں احمدی کیوں خدائے واحد کی عبادت کی توفیق پارہے ہیں۔

یہ مولوی ڈی سی او کو خطوط لکھنے کے علاوہ مختلف پوسٹر جاری کر چکا ہے۔ اس مولوی کا دعویٰ ہے کہ امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد چنیوٹ میں کچھ احمدیوں نے تو دوبارہ اسلام قبول کرلیا تھا اور باقی شہر چھوڑ کر چلے گئے ہیں۔ لیکن اس مولوی کو شاید اتنا احساس ہی نہیں کہ ایسا دعویٰ کرکے وہ خود اقرار کر رہا ہے کہ پاکستان میں حکومت اور اکثریتی طبقہ کے ہاتھوں اقلیتوں کا استحصال ہورہا ہے۔ مگر حقائق یہ ہیں کہ مذکورہ بالا مولوی جھوٹ کی نجاست سے حصہ لے رہا ہے کیونکہ نہ تو چنیوٹ سے احمدی فرار ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی احمدی نے اپنی احمدیت پر مولوی محمد حسین چنیوٹی کے اسلام کو ترجیح دی ہے۔ پس چنیوٹ میں احمدی موجود ہیں۔

بات یہ ہے کہ پاکستان میں مولوی حضرات جھوٹ بولنے، شرارت پھیلانے، فساد اور اشتعال کو ہوا دینے میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔ مزید برآں مذکورہ بالا مولوی شہر کی مساجد میں احمدیت مخالف درس منعقد کروانے کا باقاعدہ اہتمام کرتا ہے۔ مورخہ 27/جنوری کو اس نے اسی موضوع پر خطبہ جمعہ دیا۔ نیز اس مولوی کا مقامی صحافیوں سے بھی گہرا رابطہ ہے۔

12/ربیع الاول کے موقع پر امن وامان کے قیام کو یقینی بنانے کے لئے ڈی سی او کی طرف سے جو اجلاس بلایا گیا تھا اس میں بھی اس مولوی کا مطالبہ تھا کہ فوری طور پر احمدیہ مسجد کو سیل کیا جائے۔ جس پر ڈی سی او نے وعدہ کیا کہ وہ ضرور اس معاملہ میں غور کرے گا نیز اس نے پولیس کو حکم دیا کہ اس بابت تحقیقات کی جائیں۔ ڈی پی او نے معاملہ ایس ایچ او شہر کے سپرد کیا۔ جس نے دو سپاہیوں کو تحقیقات کے لئے احمدیہ مسجد بھیجا۔ لیکن مقامی صدر صاحب اس وقت موجود نہ تھے لہٰذا پیغام ملا کہ وہ شام چار بجے پولیس تھانے حاضر ہوں۔

بعد دوپہر جماعت احمدیہ کا وفد ایس ایچ او سے ملا جس نے سپاہیوں کو احمدیہ مسجد اور احمدیوں کے گھروں کی تحقیقات کرنے بھیجا تھا۔ جس نے اگلے دن صبح گیارہ بجے پولیس تھانے حاضر ہونے کا کہا۔ تھانے میں ایس ایچ او نے احمدیہ وفد سے کہا کہ وہ چنیوٹ شہر

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں